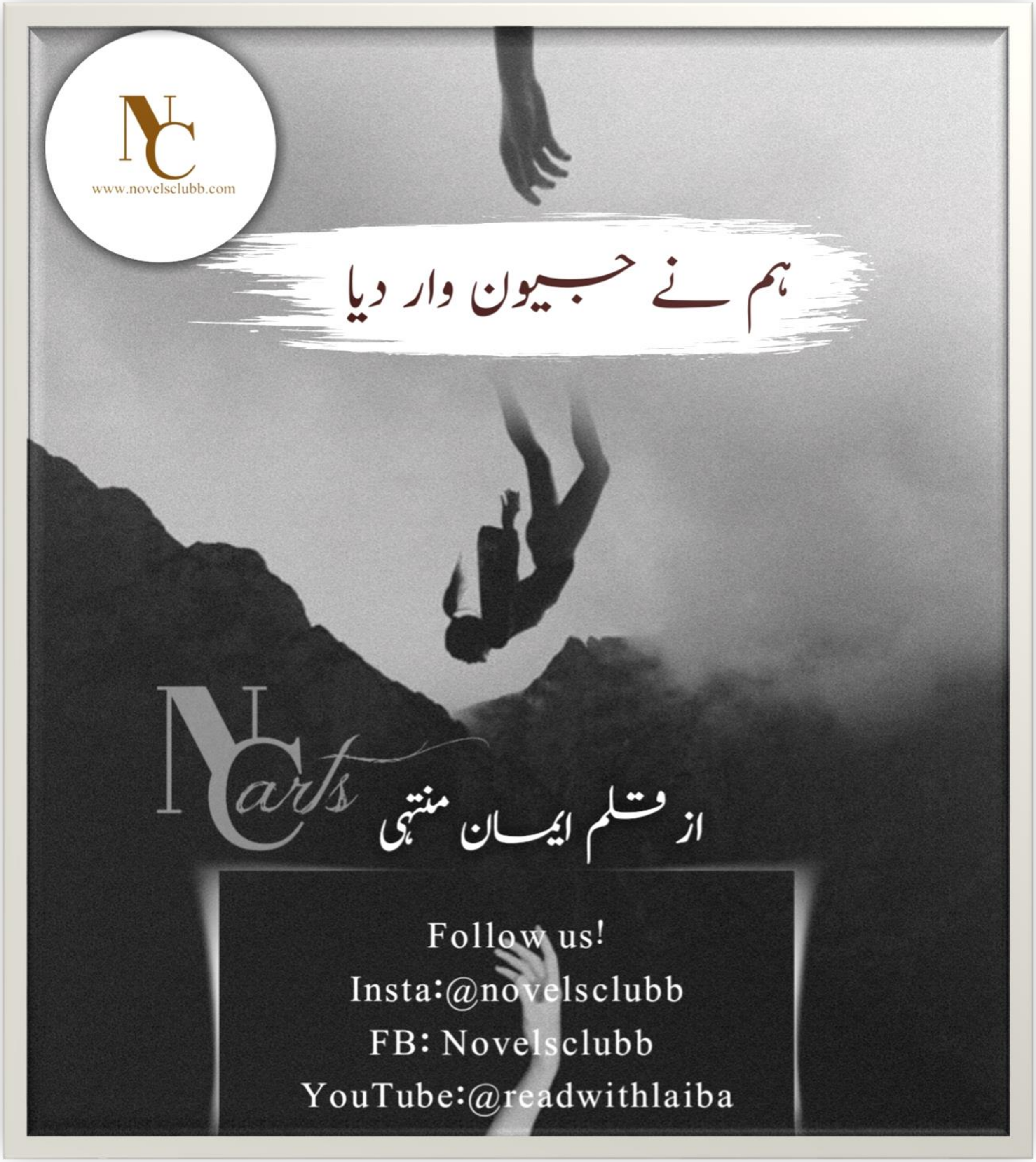
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

# ہم نے جیون وار دیا

## از قلم

## ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

# انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنادیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

# پیشِ لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضیٰ کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

********

## قسط نمبر ا

"سوزِ جہت"

--------------

**"رازوں کے اسرار گہری دھند میں لپٹے ہوتے ہیں۔ان رموز کے کھلنے کا انتظار صبر اور تحمل مانگتا ہے۔"**

مکمل اندھیرے میں ڈوبے کمرے کی فضا میں عجیب سا کرب بکھرا تھا۔کمرے سے ملحقہ ٹیرس کے گلاس ڈور سے اندر گرتی چاندنی اداسی سے سب دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

دھندلا ہوتا منظر ایک دفعہ پھر اس کی روح پر حاوی ہونے لگا۔ وہ پھر اسی اذیت میں ڈوبنے لگا۔ جلنے کا بدترین احساس دائیں بازو پر محسوس ہو رہا تھا۔ سفید ٹائلز کی ٹھنڈک اس کے منجمد احساسات کو سلگانے لگی۔ وہ ایک بار اسی وحشت میں دھکیلے جانے لگا۔

**"تم جیسی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار دینا چاہیے۔"**

بے اختیار مٹھیاں بھینچتے ہوئے کروٹ بدل لی۔ کمبل سر تک تان لیا۔ دل کسی الٹی برچھی سے زخمی ہو رہا تھا۔ بند آنکھوں کے پار چھائے اندھیرے میں وہی منظر ابھرنے لگا۔ اس کے ہاتھ پھر خون میں رنگے جانے لگے۔ دیواروں سے ٹکراتی آوازیں اس کے وجود کو چھلنی کر رہی تھیں۔

**"تم جیسے بدکردار انسان سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تم میرے لئے مر چکے ہو۔"**

اب سینے میں شدید درد اٹھا۔اتنا کہ برداشت سے باہر ہونے لگا۔وہ تھک کر اٹھ بیٹھا۔سر ہاتھوں میں گرالیا۔اندر ابھرتی چیخیں اسے بے حال کر رہی تھیں۔

**"میں تم پر زمین یوں تنگ کروں گا کہ تم خود موت کے لئے تڑپو گے۔"**

روح کے زخم نئے سرے سے ادھڑنے لگے۔ذات کرچی ہوئے شیشوں کی طرح بکھری تھی۔وجود پھر اسی خون میں ڈوبے منظر میں قید ہونے لگا۔وہ کیوں نہیں اس سب سے نکل پا رہا؟بے بسی کے احساس کے تحت اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ مائیگرین کا وہی بدترین درد پھر اٹھنے لگا۔

اس کا جمود فون کال کی آواز نے توڑا تھا۔اس نے گردن موڑ کر جلتی بجھتی سکرین کو دیکھا۔ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھالیا۔نمبر دیکھ کر آنکھوں میں تکان ابھری۔لب کاٹتے ہوئے کال اٹھالی۔

"جاگ رہے ہو؟"نرم اور پرسکون لہجہ سماعتوں سے ٹکرایا۔

”آپ تہجد کے لئے اٹھے ہیں؟“ وہ دانستہ ان کے سوال سے بچنا چاہ رہا تھا۔ دوسری جانب وہ ذرا سا مسکرائے۔

”ہاں، اب اگر تم بھی جاگ رہے ہو تو پڑھ لو۔“ لہجے میں تحکم نہیں تھا، بس مبہم سی اپنائیت تھی۔

وہ ایک بار پھر اسی کیفیت میں جکڑے جانے لگا۔ اندھیرے میں کئی منظر ٹکڑوں کی صورت میں ابھرے۔

کٹ کی صورت میں لگے زخموں سے رستا خون۔

تیز دھار گردن میں اترتا، جان لیتا، شیشے کا ٹکڑا۔

تنفر میں ڈوبی آواز، دھتکارتے ہوئے بے یقین لہجے۔

”سن رہے ہو؟“ طویل ہوتی خاموشی پر انہوں نے بے اختیار پکارا۔

”جی۔“ لہجہ مدھم تھا۔ وجود میں بھڑکتے شعلے روح کو جھلسانے لگے۔

”گڈ، اپنا خیال رکھنا۔“

موبائل کان سے ہٹا کر وہ چند لمحے اسکرین پر لکھا نام دیکھتا رہا پھر دراز ہوتے ہوئے کمبل سر تک تان لیا۔ روح میں اتری کرچیاں نئی اذیت دینے لگیں۔

تہجد وہ پڑھتے ہیں جنہیں رب چن لے۔

**ان اہلِ خاص میں اس کا ہونا ناممکن تھا۔**

******

سعودیہ عرب کے چھوٹے سے شہر بُریدہ پر چھائی رات گہری ہو رہی تھی۔ طویل سڑکوں کے اطراف میں پھیلے رتیلے میدان اس شہر کا خاصا تھے۔ صاف ستھرا اور پرسکون سا شہر ہماری کہانی کے کرداروں کے لئے زمینی جنت تھا۔ عمارتیں زیادہ بلند نہیں تھیں۔ زرد اسٹریٹ لائیٹس اور سڑکوں کے کنارے لگے کھجور کے درخت اس شہر کے سحر میں اضافہ کرتے تھے۔

قطار میں کھڑے گھروں میں وہ دو منزلہ گھر سب سے منفرد نظر آتا تھا۔رات کے آخری پہر کا مقدس سا سناٹا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ چھوٹا سا لان جس کی دیواروں پر بیلیں چڑھتی نظر آ رہی تھیں۔ شاہ بلوط کے درختوں کے پتے ہلکی ہوا میں سر سرا رہے تھے۔ عجیب سی سکینت تھی جو اس گھر کی فضا میں چھائی ہوئی تھی۔ کچھ بابرکت سا، کچھ پر سکون سا محسوس ہو رہا تھا۔

لان پار کر و تو چند سیڑھیاں اوپر داخلی دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔نیم اندھیر لاؤنج خاموش پڑا تھا۔سامنے کمروں کے دروازے بند تھے۔

پیچ اور ٹین کلرز کی تھیم سے سجا کمرہ خاموش تھا۔دیوار پر لگا کلاک رات کے تین کا وقت دکھا رہا تھا۔بیڈ کے کنارے کھڑی لڑکی نے دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹا اور لائیٹس آف کرتی باہر نکل آئی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں، اب اگر تم بھی جاگ رہے ہو تو پڑھ لو۔" کال اسپیکر پر لئے اعظم چہرہ تولیے سے رگڑتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔ وہ دو قدم پیچھے کھڑی مسکرا کر انہیں دیکھے گئی۔ آنکھوں میں چمک سی ابھری۔

"سن رہے ہو؟" انہوں نے موبائل اٹھایا۔

"جی۔" مدھم سی آواز ابھری۔ اعظم نے تاسف سے سر جھٹکا۔ وہ جانتے تھے کہ وہ نہیں پڑھے گا۔

"گڈ، اپنا خیال رکھنا۔" وہ کال بند کر کے پلٹے اور تولیہ صوفے کی ہتھ پر ڈال دیا۔

"السلام علیکم۔" سینٹرل ٹیبل سے جائے نماز اٹھاتے ہوئے وہ آگے آئی۔ اعظم نے خوشگواری کے ساتھ اسے دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر لائیٹس آن کر دیں۔ لاؤنج دمک اٹھا۔ سفید روشنیوں میں اس کا چہرہ واضح ہوا۔

www.novelsclubb.com

ایمبر آنکھیں جن میں گولڈن اور براؤن کا امتزاج تھا۔ لمبی پلکیں ان آنکھوں کو مزید دلکش بنا رہی تھیں۔ عام نقوش کے باوجود اس میں کشش محسوس ہوتی تھی۔ ایک رعب تھا جو اس کی شخصیت سے جھلکتا تھا اور مقابل کو اپنی حدود میں رکھتا تھا۔

**وہ زمل اعظم تھی۔ ظلمات سے نور کا سفر اس کی سرگزشت میں لکھ دیا گیا تھا۔**

"وعلیکم السلام۔ آج میرا بیٹا کیسے اٹھ گیا؟" مصنوعی حیرت سے کہتے ہوئے اعظم نے بک ریک سے قرآن اٹھایا۔

زمل ہلکا سا مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ واقعی پر کشش تھی۔ وہ باوقار لگتی تھی۔

"میں روز اٹھتی ہوں، ابو۔"

"بارک اللہ۔"

"آپ بتائیں، آج کس کو جگا رہے تھے تہجد کے لئے؟" لہجے میں شرارت سموئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

”ہے ایک نمونہ۔“ وہ سر جھکائے زیر لب مسکرائے۔

زمل نے پل کے لئے رک کران کے چہرے پر پھیلی چمک دیکھی۔ آنکھوں میں حیرانی ابھر کر معدوم ہوئی۔ سر جھٹکتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

لان خاموش تھا۔ سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر اس نے فضا میں پھیلا سکون گہری سانس کھینچ کر اندر اتارا۔

سعودی عرب جیسا کچھ بھی نہیں تھا۔

اس نے گھاس پر جائے نماز بچھایا اور کندھے جھکائے کھڑی ہو گئی۔ آنکھیں بند کر کے اپنی منزل محسوس کرنا چاہی۔ سکینت روح میں اترنے لگی۔

تہجد وہ پڑھتے ہیں، جنہیں رب چن لے۔

**ان اہلِ خاص میں سے وہ ہونا چاہتی تھی۔**

******

پوش علاقے میں کھڑے اس چھوٹے سے بنگلے میں پر مقدس سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سائرہ نے جھک کر جائے نماز اٹھایا اور تہہ لگا کر ٹیبل پر رکھا۔ دوپٹہ کھولتے ہوئے وہ آگے آئیں۔

پر سکون چہرہ جھریوں سے پاک تھا۔ کنپٹی سے جھلکتے سفید بال انہیں باوقار بناتے تھے۔ آنکھیں تکان زدہ لگتی تھیں۔

**وہ سائرہ خالد تھیں۔ ہمت سے زندگی گزارتی ہوئی، اپنی زندگی کے مکمل ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔**

''ایک اور رات تمہارے بغیر کٹ گئی۔'' وہ یاسیت سے بڑبڑائیں۔ آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

''میں روتی نہیں تھی اور تم مجھے ہر رات رلا دیتے ہو۔ اب تو سزا ختم ہو جانی چاہیے تھی۔'' ایک شفاف سا آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بہتا گیا۔ کرب بکھر گیا۔ قدم دروازے کی طرف بڑھا دیئے۔

سامنے چھوٹا سا لان تھا۔دروازے کے آگے گولائی میں بنے تین اسٹیپس تھے۔سائرہ چند لمحے سرخ بھیگی آنکھوں سے اس جگہ کو دیکھتی رہیں۔آہستگی سے جھک کر ٹھنڈے ماربل کو چھوا۔یہیں تین ہفتے قبل اس کا خون گرا تھا۔وہ گرنے والے انداز میں وہیں بیٹھ گئیں۔چہرے پر آنسو پھسلنے لگے۔آنکھوں میں کرب کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

**"تم جیسے بد کردار انسان سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔تم میرے لئے مر چکے ہو۔"**

ان کی تنفر میں ڈوبی آواز گونجی۔دل پھٹنے پر آگیا۔روح میں کرچیاں اترنے لگیں۔ ان کے دھتکارنے پر وہ کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔زَیان اِرتضیٰ نے واقعی ان کو مر کر دکھا دیا تھا۔

وہ وہیں بیٹھی دبی دبی سسکیوں سے روتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

******

اسٹڈی میں کھڑکیوں کے پار صبح چڑھتی دکھائی دے رہی تھی۔ طویل میز پر لیپ ٹاپ روشن تھا۔ اسکرین پر نظر آتی لڑکی چڑ کر کہہ رہی تھی۔

"ڈیوٹی پر بھی جاتے ہو یا سارا دن اپنے ہم رمز کے ساتھ گھومتے رہتے ہو؟"

کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے بیٹھا لڑکا ہنس دیا۔ شیشے کی کھڑکیوں سے منعکس ہوتی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

الٹی پی کیپ پہنے، لبوں میں چیونگم چباتا وہ مختلف نظر آتا تھا۔ آنکھوں میں زندگی کی چمک اسے اپنے ارد گرد کے لوگوں سے منفرد بناتی تھی۔

**وہ عارب عمر تھا۔ وفا اس کی رگوں میں خون سے تیز گردش کرتی تھی۔**

"تو یوں کہو نا کہ اصل مسئلہ تو میرے ہم رمز کا ہے۔" مسکراہٹ دبائے اس کے لہجے میں شرارت تھی۔

"مسئلہ کیوں ہو گا؟ میرا بھائی ہے۔"

لڑکی نے بڑبڑا کر سر جھٹکا پھر جیسے یکدم کچھ یاد آیا ہو۔ ہاتھ باہم ملائے آگے ہوئی۔

"مجھے تم سے اس کے بارے میں کچھ پوچھنا ہے۔" اس کے چہرے پر سنجیدگی در آئی۔

عارب نے چونک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں تکان ابھر آئی تھی۔ سوال جاننے کے باوجود سوالیہ ابرو چکائی۔

"میری غیر موجودگی میں اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟" دوٹوک انداز تھا۔

عارب نے پل کے لئے آنکھیں بند کیں۔ وہ کئی رازوں میں لپٹے منظر کسی فلم کی طرح نگاہوں کے سامنے گھومے۔

ہاسپٹل کے کوریڈور میں وحشتوں میں لپٹا کافور کا احساس چھایا ہوا تھا۔ایسے میں وہ کوریڈور کے وسط میں کھڑا سرخ آنکھوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہا تھا۔ ہاتھوں اور شرٹ پر خون لگا تھا۔

"جو اندر مر رہا ہے،وہ آپ کا بیٹا ہے۔" سارے ضبط کھو کر وہ غرایا تھا۔

مقابل نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"جیسے اس کے کام تھے،انجام یہی ہونا تھا۔" ہر احساس سے مبرا برف آواز۔

"عارب، کہاں کھو گئے ؟" خاموشی طویل ہونے پر اس نے بے اختیار پکارا۔عارب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیسے احساس ہوا؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

لڑکی نے گہری سانس لی اور کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"تم جانتے ہو کہ میں لہجے پہچان جاتی ہوں۔ اتنے بعد مجھے اس کی کال آئی تھی اور انداز یوں تھا جیسے سب ختم ہو گیا ہو۔" وہ تلخی سے کہہ رہی تھی۔

"کیا اس نے کچھ کہا تھا؟" وہ ٹچ پیڈ پر انگلی پھیرتا اداس لگ رہا تھا۔

لڑکی نے ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"وہ مر بھی رہا ہو گا تب بھی یہی کہے گا، آئی ایم گڈ۔ اس سے کچھ بھی پوچھنا فضول ہے۔" انداز میں بے بسی بھرا غصہ تھا۔ آنکھوں میں دنیا جہاں کی ناراضی تھی۔

عارب نے نظریں اسکرین کی طرف موڑیں۔ وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"جتنی تم لاعلم ہو، اتنا ہی میں بھی انجان ہوں۔ ایک چھت تلے رہنے کے باوجود میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا تھا۔ جتنا پتہ ہے، وہ تمہارے آنے پر بتاؤں گا۔ ابھی نہیں۔" قطعیت سے کہتے ہوئے بات ختم کر دی۔

www.novelsclubb.com

لڑکی نے سر کو خم دیا۔ایک دوسرے کے فیصلوں کا احترام کرنا ان چاروں کا خاصا تھا۔

"اوکے، تم ٹینشن نہ لو۔ ہم مل کر حل ڈھونڈ لیں گے۔ابھی مائعزم کی کال آرہی ہے، پھر بات کرتے ہیں۔"

عارب نے سر ہلاتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کردی۔گہری سانس خارج کرتے ہوئے دو انگلیوں سے کنپٹی دبائی۔موبائل اٹھا کر نمبر ملایا۔آنکھوں میں پرسوچ لکیریں تھیں۔

"ایس پی عارب اسپیکنگ۔"

******

آہنی گیٹ کے پار وہ سفید ستونوں پر کھڑا محل اپنے اندر عجیب سا رعب رکھتا تھا۔ دیواریں اپنے اندر کئی راز دفن کیئے خاموش کھڑی تھیں۔لش گرین لان شام کے

www.novelsclubb.com

ڈوبتے اندھیروں میں سحر انگیز لگ رہا تھا۔ کرسی پر تمکنت سے بیٹھی عورت کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھایاں تھیں۔ انگلی مسلسل نازک نیکلیس پر پھیرتی وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

جینز پر سفید ٹاپ پہنے اس نے بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھ رکھا تھا۔ ہلکا میک اپ کیئے وہ تروتازہ لگتی تھی۔ چہرے پر چھایا مکار سا تاثر اسے مزید غیر آرام دہ بنا رہا تھا۔

**وہ ملائکہ عباس تھی۔ دنیا کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھ کر راج کرنا جانتی تھی۔**

”ہیلو، پھپھو جانی۔“

آواز پر وہ بے اختیار چونکی اور گردن موڑ کر دیکھا۔ کلائیوں میں بینڈز اور گردن میں چین پہنے وہ لڑکا مسکراتے ہوئے قریب آ رہا تھا۔ ملائکہ کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

www.novelsclubb.com

"آج کیسے وقت نکال لیا؟"اس نے ہاتھ بڑھا کر مٹھی اس کی مٹھی سے ٹکرائی۔

نائل ہنستا ہوا کرسی کھینچ کر بیٹھا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔آنکھوں میں شاطرانہ چمک تھی۔

"ہم تو یہیں ہوتے ہیں۔آپ اس محل کے سحر سے نکلیں تو آپ کو پتہ چلے۔"

ملائکہ نے مسکرا کر پیچھے کو ٹیک لگائی۔بنا گردن موڑے اطراف میں نظریں دوڑائیں۔

"تم کیا جانو کہ اس جگہ کے لئے کتنی جانوں کو تہی داماں کر چھوڑا میں نے۔میری جگہ تھی،مجھے ملی نہیں سو میں نے چھین لی۔"لبوں پر بے رحم سی مسکراہٹ مچل رہی تھی۔

نائل نے ستائشی انداز میں سر کو خم دیا۔

"تم بتاؤ،کیا کام تھا؟"

"اگلا وار کب کر رہی ہیں؟"

ملائکہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ ابرو چکائے۔

"تمہیں باس نے بھیجا ہے؟"

"ارے نہیں، کیا مجھے آپ کے مسئلوں میں انٹرسٹ نہیں ہے؟" وہ ڈھٹائی سے مسکرایا۔

"جانتی ہوں کہ کتنی پرواہے۔" اس نے سر جھٹکا۔ "خیر، اگلے ہفتے کا سوچ رہی ہوں۔"

"تب کیا ہے؟" نائل نے سینے پر بازو لپیٹ لئے۔ اسے اپنی پھپھو کے پلانز بہت مزہ دیتے تھے۔

"حسام نے بزنس ڈنر ارینج کرنا ہے۔ باقی تماشہ وہیں لگے گا۔" کروفر سے کہتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"کیا یہ قبر میں آخری کیل ہو گی؟" نائل نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"یہ توزیان پر منحصر ہے کہ وہ کتنا ڈھیٹ ہے کہ اسے بھی سروائیو کر جائے۔ لیکن دیکھتے ہیں۔" اس کے لہجے کی رعونت فضا میں حاوی ہو رہی تھی۔

نائل نے سر کو خم دیا۔

"باس نے کل شام بلایا ہے۔"

آسمان پر پھیلتا اندھیرا ان دونوں کی سیاہی پر افسوس کر رہا تھا۔ آخر یہ انسان خدا کیوں بن بیٹھا ہے؟

www.novelsclubb.com

******

کشادہ لاؤنج میں سیڑھیوں کے اوپر دروازہ بند تھا۔ کھلا اور خوبصورت تھیم کلرز سے سجا کمرہ بے رونق لگتا تھا۔ کھڑکیوں سے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ نکھری سی

صبح طلوع ہو رہی تھی۔ وہ ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا کلائی پر گھڑی باندھ رہا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

”زیان، بچے ناشتہ لگ چکا ہے۔ بڑے صاحب انتظار کر رہے ہیں۔“ زرینہ سر پر دوپٹہ لپیٹے چوکھٹ میں کھڑی تھیں۔ سنجیدہ چہرے پر نرمی تھی۔

وہ آہستگی سے پلٹا۔

سفید شرٹ پر بلیو ڈینم شرٹ کے بٹن کھلے تھے۔ پرکشش کتھئی آنکھوں میں عجیب سا خالی پن ٹھہرا تھا۔ بال سلیقے سے پیچھے کو جمے تھے لیکن دائیں طرف سے ذرا سے ماتھے پر گرتے تھے۔ چہرے کی سنجیدگی اس کو وجیہہ بناتی تھی۔ وہ خود سے اکتایا ہوا لگتا تھا۔

**وہ زیان ارتضی تھا۔ اپنی زندگی کی اہمیت سے یکسر انجان، کئی سانسوں کے ردھم کی وجہ تھا۔**

"اوکے حانم۔" مسکرا کر سر کو خم دیا۔ بے جان سی کھوکھلی مسکراہٹ تھی وہ۔

زرینہ نے یاسیت سے اس کی مسکراہٹ دیکھی۔ آخر کیا ہوا تھا گزرے ماہ میں، جس نے اس سے زندگی کا احساس چھین لیا تھا۔ وہ گہری سانس لیتی پلٹ گئیں۔ نہ وہ پوچھیں گی اور نہ وہ بتائے گا۔

زیان نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھینچی اور دو انگلیوں سے کنپٹی مسلی۔ نجانے یہ مائیگرین کب جان چھوڑے گا؟ چہرے پر بیزاری در آئی۔ ناشتے کے ٹیبل پر منتظر چہروں کا سوچ کر ہی کوفت ہوئی۔ سر جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

**"آپ کو سب سے زیادہ ڈر کس چیز سے لگتا ہے؟"**

**چند لمحے خاموشی چھائی رہی پھر ان بھیگی آنکھوں نے اسے دیکھا۔**

**"تمہیں کھونا سب سے بدترین ہے۔"**

www.novelsclubb.com

گزرے وقت کی اذیت اور مستقبل کے خوف میں ڈوبی آواز پوری شدت سے آج بھی اس پر حاوی ہوئی تھی۔

دروازہ بند کرتے اس کے ہاتھ میں لرزش اتر آئی۔ لمحے کو قدم بھاری ہوئے۔ وہ ایک بار پھر ماضی کے آسیب میں جکڑ کر فنا ہونے لگا۔ شدت سے مٹھیاں بھینچیں اور خود پر قابو پانا چاہا۔ چند گہرے سانس لئے اور پھر اپنے ازلی انداز میں لوٹ آیا۔

**زیان ارتضی کو بکھرتے ہوئے دیکھنے کا حق کسی کو نہیں تھا۔**

"سب جھوٹ تھا۔" اس نے زخمی انداز میں بڑبڑاتے ہوئے خود کو یقین دلایا۔

ڈائننگ ہال میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ باوردی ملازم ادب سے ٹیبل سیٹ کر رہے تھے۔ نیکلس پر انگلی پھیرتی ملائکہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ سربراہی کرسی پر بیٹھے حسام نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ تھری پیس میں ملبوس وہ رعب دار لگتے تھے۔ بال جیل سے پیچھے کو جمائے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

ملائکہ چونکی پھر سنبھل کر مسکرائی۔

"کچھ خاص نہیں۔"

"عارب کہاں ہے؟" حسام نے گردن موڑ کر ملازم سے پوچھا۔

"سر، وہ ناشتہ لیٹ کریں گے۔"

متوازن قدموں کی چاپ ابھری پھر مخصوص پرفیوم کی خوشبو پھیل گئی۔

"السلام علیکم۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے دائیں طرف کرسی کھینچی۔ اس کی آواز بھی اسی کی طرح تھی۔ ٹھہری ہوئی، رواں سی۔ وہ جذبات کا بوجھ آواز پر کم ہی ڈالتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اگلے ہفتے یہاں بزنس ڈنر ہے۔" کچھ پلوں بعد حسام کی بھاری آواز گونجی۔ ملائکہ نے گہری سانس لی اور ملازموں پر نظر ڈالی۔ وہ سر جھکائے کھڑے تھے۔ بھلا تماشہ دیکھنے میں کس کو مزہ نہیں آتا تھا؟

زیان نے گلاس رکھتے ہوئے بمشکل اپنی ناگواری چھپائی۔ نظریں پھیر کر باپ کو دیکھا۔ جنہیں اس رشتے سے پکارنا وہ پچھلے کئی سالوں سے چھوڑ چکا تھا۔

"تم وہاں موجود ہوگے۔" اس کے کچھ بھی کہنے سے قبل وہ تحکم سے بولے۔

"معذرت، لیکن میں فری نہیں ہوں۔" حق المکان لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

حسام نے چبھتے ہوئے انداز میں اسے دیکھا۔

"تمہارے کارناموں کو دبانے کے لئے ہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

ملائکہ کی نظر زیان کے ہاتھ پر پھسلی۔اس نے کانٹے کو اتنی زور سے مٹھی میں جکڑا کہ نسیں ابھرنے لگی۔ بمشکل خود کو کچھ بھی بولنے سے روکتے ہوئے اس نے سر جھٹکا۔

”میرے لئے آپ کو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ تحمل سے باور کروایا۔ لیکن اندر ابلتا لاوا سب سلگانے لگا۔

حسام نے استہزائیہ سر جھٹکا۔ ملائکہ بظاہر بے نیازی سے کھانے کی طرف متوجہ تھی۔

”ہو تو اپنی ماں ہی کے بیٹے۔رسی جل جاتی ہے لیکن تم دونوں کے بل ہی ختم نہیں ہوتے۔“ لہجے کا تنفر کاٹ دار تھا۔

زیان نے ضبط سے انہیں دیکھا۔ چہرہ غصے کی حدت سے سلگنے لگا۔ آنکھوں میں لہو کا رنگ نمایاں ہوا۔

"کیا میں آپ کی باتیں خاموشی سے نہیں سن رہا جو آپ میری ماں کو درمیان میں لا رہے ہیں۔" آواز آخر میں برہمی سے کانپی۔ پیشانی کی رگیں تن گئیں۔ برداشت کا کانٹا آخری سوئی پر آنے لگا۔

ملائکہ نے سر اٹھایا اور دلچسپی سے ٹھوڑی تلے مٹھی رکھی۔ کلائمکس تو اب آنا تھا۔

"تمہاری ماں جیسی عورتوں کی اولاد یونہی سب کو رسوا کرواتی ہے۔" انتہائی زہر میں بجھا تیر تھا جو اس کی طرف پھینکا گیا۔ توقع کے عین مطابق وہ گھائل ہوا۔

زیان نے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو اتنی زور سے مٹھی میں بھینچا کہ وہ چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ پل کے لئے حسام کا دل رکا۔ انہوں نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

لہو چھلکاتی آنکھیں لئے وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ ٹکڑے نیچے گرے۔ ہاتھ سے بھل بھل خون بہنے لگا۔

”جب میں اپنی حد میں ہوں تو آپ بھی اپنی لکیر یاد رکھیں۔“ دانت پر دانت جمائے وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ غرایا تھا۔ کرسی کو ٹھوکر مارتے ہوئے ایک سلگتی ہوئی نظر ان پر ڈال کر وہ وہاں سے نکل گیا۔

ملائکہ نے تاسف سے سر جھٹکا۔ آخر کیوں تھا یہ لڑکا اتنا جذباتی؟

حسام نے ایک نظر کرچی ہوئے گلاس پر ڈالی۔ دل انجانے سے ملال میں گھر گیا۔

”تم ٹینشن نہ لو، میں اسے بات کروں گی۔ وہ ڈنر میں آجائے گا۔“ ملائکہ نے نرمی سے کہا۔ مگر حسام کی نظریں ٹائلز پر گرے خون کے قطروں پر جمی تھیں۔

**”تم اسے پاس تو رکھ رہے ہو حسام لیکن وہ اپنی منزل کا راہی ہے۔ اپنی منزل تک ہی لوٹے گا۔“**

حسام نے پل کے لئے آنکھیں بند کیں۔

پچھلے اکیس سالوں میں تو یہ ملال محسوس نہیں ہوتا تھا، پھر اب کیوں دل جھکنے لگا تھا؟

******

پودوں اور درختوں میں گھرا آفندی ہاؤس اپنے اندر کئی راز اور سیاہ سازشیں سموئے کھڑا تھا۔ ایسے میں کشادہ لان کے وسط میں لگا فوارہ پوری قوت سے ابل رہا تھا۔ دہانے پر کھڑے شخص کی بے رحم آنکھوں میں نیلے پانی کا عکس جھلملا رہا تھا۔ سیاہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ کسی گہری سوچ میں گم لگتا تھا۔

"اگلے ہفتے حسام ارتضی کے گھر ڈنر ہے۔" ابہتاج درانی نے دو قدم آگے آتے ہوئے اطلاع پہنچائی۔ ڈارک بلیو تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ ادھیڑ عمر شخص تھے۔ سفید بال جو کہ ذرا سے لمبے تھے اور چہرے پر چھائی سنجیدگی۔

"ملائکہ کے پاس کیا پلان ہے؟" اس نے پلٹے بغیر سوال کیا۔

"ڈرگ ڈیلنگ۔" ابتہاج نے مختصر اجواب دیا تھا۔

دہانے پر کھڑا شخص آہستگی سے پلٹا۔

کلین شیو چہرے پر برف سی ٹھنڈک تھی۔ آنکھوں پر لگے فریم لیس گلاسسز اس کے وقار میں اضافہ کرتے تھے۔ آنکھوں کی بے رحمی اندر تک سرایت کرتی محسوس ہوتی تھی۔

**وہ اعتزاز آفندی تھا۔ برسوں کے انتظار کے بعد اپنے دشمن کو تباہ کرنے کی بازی کو عروج تک پہنچاتا ہوا۔**

"وہ دو دنوں میں ہی باہر ہو گا جب اس کے بلڈ سیمپل سے ڈرگز کی مقدار نہیں ملے گی۔ تم لوگوں کو پہلے اسے ڈرگ ایڈکٹ بنانا چاہیے تھا۔" وہ بھاری آواز کے ساتھ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"ملائکہ کو اسے تا عمر جیل میں رکھنا بھی نہیں ہے۔ برائے نام اس کے پاس جو بچا ہے، وہ چھیننا ہے۔ محض ایک گھنٹے کی خواری سے بھی کام ہو جائے گا۔"

چند لمحے پانی بہتا رہا۔

"کیا تم جاؤ گے؟" ابتہاج نے ہاتھ کمر پر باندھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ اعتزاز محظوظ سا مسکرایا۔

"زیان ارتضی کی تباہی کو کون کافر نہیں دیکھنا چاہے گا۔" لہجے کی کاٹ نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔

ابتہاج خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔ یہ واضح تھا کہ انہیں اس کا یہ قدم پسند نہیں آیا۔

"وہ لڑکا بے قصور ہے۔" گزرے سالوں کی طرح آج بھی اس کو سمجھانا چاہا۔

اعتزاز کے چہرے پر نفرت کی چنگاری سلگنے لگی۔یونہی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ نیچے اتر آیا اور کٹیلی نظروں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔

"میرے سامنے یہ مت کہا کرو،ابتہاج۔"بغیر کسی ریلیشن شپ ٹائٹل کے وہ کہہ رہا تھا۔"اس کا قصور کتنا ہے،یہ مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا۔"

ابتہاج نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"اس کا باپ حقیقی قصوروار ہے۔سزا اس کی بنتی ہے۔"

"کیا بیٹے کی بربادی باپ کے لئے سزا سے کم ہے؟"اس کے لہجے میں گلیشئر سی ٹھنڈک تھی۔

"تم ایک بچے سے مقابلہ کر رہے ہو۔وہ خاموش ہے کیونکہ ابھی وہ کچھ کر نہیں سکتا۔تم نے اسے ہر طرف سے کاٹ دیا ہے لیکن انتظار کرو،اس کے اندر کے فشار

www.novelsclubb.com

کے پھٹنے کا کیونکہ جب ایسا ہو گیا تو یہ زمین ہم پر تنگ ہو جائے گی۔" وہ اسے تنبیہ کرتے پلٹ گئے۔اعتزاز نے ضبط سے انہیں جاتے دیکھا۔

صرف ابتہاج درانی ہی میں یہ ہمت تھی کہ وہ اعتزاز آفندی کو تصویر کے دونوں رخ دکھا سکے۔

"تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے اعتزاز۔" طلال نے سخت لہجے میں تنبیہ کی۔ وہ اپنے بیٹے کو جانتے تھے۔جواباً اس نے تنفر سے انہیں دیکھا۔

"اس نے میری فیملی تباہ کر دی۔" وہ دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔سرخ ہوتی آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔

"اس نے وہی کیا، جو حق تھا۔اگر تم نے اس سے انتقام لیا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

اعتزاز نے گہری سانس لی۔ چہرے پر سپاٹ تاثرات در آئے۔ اسے اب کسی بھی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ بس مقابل کو برباد کرنا اس کی زندگی کا واحد مقصد رہ گیا۔

سینے میں جلتے انتقام کے شعلے لمحہ بہ لمحہ بھڑکتے جا رہے تھے۔

"ایک تمہاری تباہی کئی زندگیوں کو سکون میں لے آئے گی، زیان ارتضی۔"

******

بریدہ میں کھڑی کالج کی وہ تین منزلہ عمارت اپنے اندر عجیب سی کشش رکھتی تھی۔ خوبصورت سی صبح چاروں طرف چھا رہی تھی۔ دوسری منزل کے کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

زمل نے عبایہ تہہ لگاتے ہوئے کمرے پر طائرانہ نظر دوڑائی۔ ایک قطار میں لگی کرسیاں خالی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ہیئے زمل۔"شوخ و چنچل آواز پر وہ بے اختیار پلٹی۔

حرا مسکرا کر کندھوں سے بیگ اتار رہی تھی۔ برائے نام لیا دوپٹہ شانوں پر ڈھلک چکا تھا۔

"کیسی ہو؟" بالوں کو ڈھیلی سی پونی میں باندھے وہ لاپروا لگتی تھی۔زمل نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

"ٹھیک۔آج کیسے جلدی آ گئیں؟" دیوار سے ٹیک لگائے اس نے کتاب کا صفحہ الٹتے ہوئے پوچھا۔حرا ہلکا سا ہنسی۔

"بس ڈرائیور کو آج ہوش آ گیا تھا۔ورنہ تو بھنگ پی کر سویا رہتا ہے۔"اس کے لہجے میں بچگانہ سی شوخی تھی جو کہ ہمیشہ رہتی تھی۔زمل نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"سوچ سمجھ کر بولا کرو۔کم از کم وہ تمہارے فادر کی عمر کا تو ہوگا۔"

حرا نے ابرو چکا کر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔

لمبے کو بالوں کو نفاست سے پونی میں باندھ رکھا تھا۔ دھلا دھلا یا سنجیدہ چہرہ اور کانوں میں گول موتی پروئے چھوٹے سے ٹاپس پہنے وہ سادہ حلیے میں بھی با وقار لگتی تھی۔ سفید یونیفارم پر لیا میرون دوپٹہ اچھے سے سینے پر پھیلا رکھا تھا۔ کلائی میں پہنی سلور گھڑی کا ڈائل چمک رہا تھا۔

"کم آن زمل۔ اب اس ڈرائیور کو بھی عزت دیا کروں؟"

"بھی؟ پہلے کس کی عزت کرتی ہو؟" زمل کے لہجے میں واضح طنز تھا۔

"یار، تم کہتی ہو کہ بندہ پہاڑوں میں جا بسے۔ میں صرف لوگوں سے ہلکے پھلے مذاق کرتی ہوں۔ آج کل یہ ٹرینڈ کول وائبز دیتا ہے۔" وہ کندھے اچکائے بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔

"نہ وہ ہلکے پھلکے ہوتے ہیں اور نہ کول۔ رہی بات پہاڑوں میں جا کر بسنے کی تو نہیں، اس دنیا میں بھی مہذب طریقے سے رہا جا سکتا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے باور کروایا۔

حرا نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"ویسے انسان کو اتنا سادہ بھی نہیں ہونا چاہیے جتنی تم ہو زمل۔ لڑکوں کو اس طرح کی لڑکیاں پسند نہیں آتیں۔"

وہ جو دیوار سے ٹیک لگائے کتاب کے صفحے الٹ رہی تھی، بے اختیار چونک کر اسے دیکھا۔ حرا سینے پر بازو لپیٹے جتاتے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا میرا ایک یہی کام رہ گیا ہے کہ میں لڑکوں کو امپریس کرتی پھروں؟" اب کہ اس کے لہجے میں اکتاہٹ در آئی۔ اسے اس موضوع سے جتنی چڑ تھی، حرا کو اتنا ہی مزہ آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ پل کے لئے لاجواب ہوئی پھر گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"اس دنیا میں تمہارا کیا بنے گا، زمل؟" اس نے پیشانی چھوئی۔

زمل نے بے اختیار آنکھیں گھمائیں۔ یہ بات وہ بچپن سے سنتی آ رہی تھی۔

کلاس روم میں شور برپا تھا۔ابھی پیریڈ شروع ہونے میں وقت تھا۔وہ پین انگلیوں میں گھماتے ہوئے ساتھ بیٹھی حرا کی بات سن رہی تھی۔لبوں پر وہی ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔دھیمی مگر پرکشش۔

"واٹ اباؤٹ یو، زمل ؟" چنچل آواز پر زمل نے ضبط سے سر جھٹکا۔پیچھے مڑ کر دیکھا۔

کرسی کو پچھلی ٹانگوں پر اٹھائے، آمنہ آگے پیچھے جھولتی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔سفید جو گرز قینچی کی صورت میں ڈیسک پر رکھے تھے۔آنکھوں میں محظوظ سی چمک تھی۔

"کس بارے میں ؟" سنجیدگی سے ابرو چکائی۔

"ایف ایس سی کے بعد کیا کرو گی ؟" انگلی سے گال پر دستک دیتی وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یونیورسٹی میں اپلائے۔" مختصراً کہتے ہوئے سیدھی ہوئی۔

"وہ تو سب ہی کریں گے۔ کس یونیورسٹی میں؟" آمنہ جیسے ہاتھ میں آئے شکار کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ زمل کی ایمبر آنکھوں میں ناگواری ابھری۔

"القصیم انٹرنیشنل یونیورسٹی۔" تحمل سے جواب دیا۔

جہاں حرا سیدھی ہوئی، وہیں آمنہ نے تحیر سے اسے دیکھا۔ وہ سینے پر بازو لپیٹے جتاتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"القصیم؟ سعودیہ کی ٹاپ یونیورسٹی؟ جہاں غیر ملکیوں کا داخلہ مشکل ترین ہے؟" ابرو چکائے وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔ زمل نے سکون سے سر کو خم دیا۔

اگلے ہی لمحے آمنہ کا قہقہہ کا بلند کیا۔ کلاس میں خاموشی چھا گئی۔ لڑکیاں مڑکر انہیں دیکھنے لگی۔ حرا نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ زمل ویسے ہی سپاٹ تاثرات سے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں ہے، مس زمل۔" وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ قدم آگے بڑھائے۔

"مگر تمہیں وہ دو سال پہلے کی زمل کو یاد رکھنا چاہئے۔ ایک دفعہ نوے فیصد لے کر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ اس ٹاپ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لو گی؟ تم سے اتنی بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔" وہ مصنوعی ترحم سے کہتی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

زمل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔ آنکھوں میں بے بسی در آئی۔ لڑکیوں کی اندر تک اتری استہزائیہ نظریں سوئیوں کی طرح چبھ رہی تھیں۔ حرا نے بے اختیار نظریں چرائیں۔

"تم جیسی لڑکیاں انٹرنیشنل یونیورسٹی کے صرف خواب ہی دیکھ سکتی ہیں۔ ان خوابوں کو حقیقت کا روپ دینا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔"

اور زمل اعظم کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا تھا۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔ وہ سالوں قبل کی اذیت پھر اندر اترنے لگی۔ وہی آسیب پھر خون چوسنے لگا۔

"تمہیں وقت بتائے گا۔" دھیمی، مضبوط لیکن بھیگی آواز میں کہتی وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ آمنہ کا قہقہہ صاف سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔

گراؤنڈ میں چھائی دوپہر گرم تھی۔ کھجور کے سرو قد درختوں کے ار گرد گول دائرے بنے تھے۔ وہ قدم قدم چلتی وہیں بیٹھ گئی۔ فضا میں حبس چھایا ہوا تھا۔

سفید جو گر سے مٹی مسلتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ آنکھوں میں گلابی نمی اترنے لگی۔

"آپ کے انسان ایسا کیسے کر لیتے ہیں اللہ؟" وہ زخمی سا بڑبڑائی۔ "کیسے کسی کے قدموں تلے زمین کھینچ لیتے ہیں؟ کیسے خوابوں کو راکھ کر دیتے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

اور یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا تھا۔

اس کی ذات کو مٹی کرنے والا وجود آج بھی سر اٹھا کر کھڑا تھا۔

ایک بے ضرر سا جملہ کہہ دینے والے نہیں جانتے کہ سامنے والا کس کرب سے گزر کر خود کو اکھٹا کر پایا ہے۔

بے نام سا آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بہتا گیا۔وہ زہر خند آواز اسے پھر اسی اذیت میں دھکیل رہی تھی۔زمل نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

کیا اس دفعہ بھی وہ ایک جملے کے پیچھے اپنا خواب ریزہ ریزہ کر دے گی؟

www.novelsclubb.com

******

عارب نے دھاڑ سے اسٹڈی کا دروازہ کھولا۔حسام نے چونک کر سر اٹھایا اور نرمی سے مسکرائے۔وہ سرخ چہرے کے ساتھ قریب آیا۔پیشانی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔وہ ملازموں کی زبانی صبح ہوا واقعہ سن چکا تھا۔

"کیا کہا تھا آپ نے زیان کو؟" ہاتھ ٹیبل پر رکھے وہ ذرا سا جھکا۔

حسام کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چہرے پر پتھریلا تاثر در آیا۔

"اب تم مجھ سے اس بارے میں باز پرس کرنے آئے ہو؟" لہجے میں سرد سی سنجیدگی تھی۔

"کیوں کرتے ہیں آپ اس کے ساتھ ایسا؟" چہرے پر بے بسی بھری برہمی تھی۔

"کیا تم نے اس سے پوچھا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟" وہ سر اٹھائے اپنے بھانجے کو دیکھ رہے تھے۔

عارب نے کرب سے انہیں دیکھا۔ وہ اب بھی اسے ہی مجرم سمجھتے تھے۔

"اس نے کچھ نہیں کیا ماموں۔ جتنی جلدی اس حقیقت کو قبول کر لیں، اتنا ہی اچھا ہے۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں آپ کے پاس صرف پچھتاوا رہ جائے۔" اب کہ لہجہ سرد تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں میرے سامنے اس کی وکالت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہم دونوں کا معاملہ ہے۔"

"آپ دونوں کا معاملہ؟" اس نے استہزائیہ سر جھٹکا۔ "اس کی ماں کو دنیا کے سامنے رسوا کر کے اور ملازموں کے سامنے اس کی غیرت کے پرخچے اڑا کر آپ نے یہ اپنا معاملہ رہنے ہی کہاں دیا ہے۔"

حسام پل کے لئے لاجواب ہوئے۔

"تم جا سکتے ہو عارب۔" انہوں نے نگاہیں پھر کتاب پر جھکا دیں۔

"آپ کی انا کسی دن آپ کو گہرے پچھتاوے میں ڈبو دے گی ماموں۔ خود کا پیچھا کرتی آہوں کو مت بھولا کریں۔"

وہ چبا چبا کر کہتا مڑ گیا لیکن پیچھے بیٹھے حسام کا وجود جیسے پتھر ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

**"تم ظلم کر رہے ہو حسام۔ ہر رات ان آنکھوں سے گرتے آنسو، تمہارا انجام بدترین بناتے جا رہے ہیں۔"**

بے اختیار انہوں نے سر جھٹکتے ہوئے خود کو اس کیفیت سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔ لمحے کے لئے انہوں نے آنکھیں بند کیں۔ ذہن نے ماضی میں غوطہ لگایا۔

اسی اسٹڈی میں مختلف سا منظر تھا۔

حسام نے نرمی سے کاؤچ پر سوئے بچے کو اٹھایا اور سینے سے لگاتے ہوئے شال اس پر پھیلا دی۔ ایک بازو اس کے گرد لپیٹے دوسرے سے وہ ٹائپنگ کر رہا تھا۔ لب بھینچے آنکھوں میں مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔ نگاہیں بار بار دروازے کی طرف جاتی تھیں گویا وہ کسی کا منتظر تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ حسام نے توجہ مکمل لیپ ٹاپ کی طرف کر لی۔ لبوں تک اٹڈتی مسکراہٹ بدقت روکی۔

”خود تو جناب سیر ہیں اور بیٹے کو سوا سیر بنا رہے ہیں۔“ برہم سی آواز گونجی۔ حسام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ بالوں کو کیچر میں باندھے سائرہ سامنے کھڑی تھی۔

”اب کیا ہو گیا ہے؟“ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ سائرہ سلگ اٹھی۔

”ٹائم دیکھا ہے؟“ ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

”گیارہ بج رہے ہیں۔“ بے نیازی سے جواب آیا تھا۔

”یہ آپ کا ولی عہد یہاں کیا کر رہا ہے؟“

حسام نے نگاہیں جھکا کر سوئے ہوئے زیان کو دیکھا۔ لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

”فٹ بال کھیل رہا ہے۔“

سائرہ کی برداشت ختم ہوئی۔ مٹھیاں بھینچتے ہوئے آگے آئی اور خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے آہستگی سے زیان کو اٹھا لیا۔

www.novelsclubb.com

”برائے مہربانی اپنی خراب عادتیں خود تک محدود رکھیں۔ میرے بیٹے کو خراب نہ کیا کریں۔“ جتا کر کہتی وہ مڑ گئی۔ حسام مسکرا کر اسے جاتے دیکھتا رہا۔

وہی اسٹڈی تھی مگر اکیس سالوں بعد سب بدل چکا تھا۔ نہ وہ رشتے بچے تھے اور نہ وہ محبت باقی تھی۔ حسام نے گہری سانس لے کر سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔

******

دو منزلہ گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ملازم کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ گھر کی فضا بوجھل تھی۔ ایسے میں ڈائننگ ہال میں چمچ کانٹوں کے ٹکرانے کی آواز گونج رہی تھی۔ سربراہی کرسی پر براجمان عابد بارعب شخصیت کے حامل تھے۔ کندھوں پر شال ڈالے آنکھوں میں مکاری کی ہلکی سی تہہ تھی۔

”کام کیسا چل رہا ہے؟“ کانٹے پر اسٹیک کا ٹکڑا چڑھاتے ہوئے انہوں نے دائیں طرف بیٹھے بیٹے سے پوچھا۔ صیغم بے اختیار چونکا پھر ہلکا سا سر کو خم دیا۔

”ٹھیک جا رہا ہے۔“ مختصراً کہتے ہوئے اس نے گلاس اٹھایا۔

”تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں اب شادی کر لینی چاہیے؟“ عام سے لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے اسے دیکھا۔ صیغم نے سر اٹھایا۔

”ابا پلیز، پھر سے نہیں۔“ وہ جی بھر کر بیزار ہوا۔ عابد نے ابرو چکائے۔

”تیس کے ہونے والے ہو، اس میں کیا حرج ہے؟“

”آپ پر بیٹھے بٹھائے بھائی کی محبت کیوں سوار ہو گئی کہ آپ ہر دوسرے دن مجھے مجبور کرنے لگتے ہیں۔“ وہ آنکھیں سکیڑے انہیں پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

عابد پل کے لئے خاموش رہ گئے۔

”تم جانتے ہو کہ زمل سے شادی کی صورت میں اس کا حصہ ہمیں مل جائے گا۔“

صیغم نے چونک کر انہیں دیکھا پھر لبوں پر زہریلی سی مسکراہٹ عود آئی۔

”آپ بالکل نہیں بدلے، ابا۔“ وہ جیسے محظوظ ہوا تھا۔

"اس میں غلط کیا ہے؟"

"غلط کچھ نہیں ہے۔بس وہ میری ٹائپ کی نہیں ہے۔"

"کیا یہی وجہ ہے؟"انہوں نے اندر تک اترتی نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑیں۔

صیغم پل کے لئے خاموش ہوا۔آنکھوں میں یاسیت ابھری۔

"مجھے لگتا ہے کہ وہ ایک دن جان جائے گی جو ہم نے اس کی ماں کے ساتھ کیا تھا۔"اس کی آواز دھیمی تھی۔

"وہ ...زمل،وہ جان جائے گی؟"عابد نے حیرت سے تصدیق چاہی۔

"یاد کریں ابا،اس رات وہ وہیں تھی۔"

"کم آن صیغم۔اس وقت کسے دو جمع دو چار کرنے کا ہوش ہو گا۔ویسے ہی تمہارا وہم ہے۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔وہ ویسے بھی بیوقوف سی جذباتی لڑکی ہے،وہ کچھ نہیں جانے گی۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن ابا۔۔"

"میری بات سنو، تم جانتے ہو کہ فیکٹری کے معاملات میں خسارہ ہو رہا ہے۔ جو پلاٹ اعظم کی پاس ہیں،ان کی قیمت بھی دس سالوں میں اتنی اونچی ہو چکی ہے کہ اگر ہمیں وہ مل گیا تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے اور پھر یہ فیکٹری تمہاری ہی تو ہے، جتنی زیادہ ترقی ہو گا، فائدہ تو تمہارا ہی ہو گا۔"

وہ اسے جیسے بہلا رہے تھے۔ صیغم لب بھینچے انہیں دیکھتا رہا۔

"ایک دفعہ زمل کے ذریعے وہ پلاٹ ہمیں مل جائیں پھر تم آزاد ہو گے۔ جو جی چاہے کرنا۔"

"جیسے چاچو تیار بیٹھے ہیں۔۔ ہے نا؟"

"تم مان جاؤ تو میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اسے اور کیا چاہیے ہو گا؟ بیٹیوں کے باپ تو ویسے بھی موقعے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔" عابد نے ناک سے مکھی اڑائی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا سوچ کر بتاؤں گا۔ لیکن یہ مت سمجھئے گا کہ یہ ساری زندگی کے لئے ہو گا۔ بس پلاٹ ملنے تک۔" اس نے جیسے یاد دہانی کروائی تھی۔ زمل اعظم اس کے لئے؟ کبھی بھی نہیں۔ اس نے جھرجھری لے کر سر جھٹکا۔

"شیور۔ جیسے تمہیں مناسب لگے۔" وہ بالکل مطمئن تھے۔

******

عارب نے گاڑی روکی اور سیٹ بیلٹ کھولتا باہر نکلا۔ آسمان پر چھائی رات پر سکون اور گہری ہوتی جارہی تھی۔ وہ شہر کے کنارے پر کھڑے پہاڑوں کی رینج تھی۔ وہ کندھوں پر بیگ ڈالتا اوپر چڑھتا گیا۔ ڈھلان پر پہنچ کر سانس درست کیا اور متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔ تبھی ذرا فاصلے پر اسے وہ نظر آگیا۔ گہری سانس لے کر وہ قدم اٹھاتا آگے آیا۔

"تمہیں پتہ ہے، یہاں تک آنے میں کتنا پیٹرول خرچ ہوا ہے؟" آواز میں مصنوعی برہمی تھی۔

زیان نے بنا چونکے گردن گھما کر اسے دیکھا پھر سر جھٹکتے ہوئے سامنے دیکھنے لگا۔ اندھیرے میں کتھئی آنکھیں سیاہ لگ رہی تھیں۔نیچے سے سارا شہر نظر آتا تھا۔زرد لائیٹس کا عکس اس کی ویران آنکھوں میں منعکس ہو رہا تھا۔

"اپنا کیس چھوڑ کر میں تمہارے پیچھے آیا ہوں،اب نخرے کیے نا تو اپنے حشر کے ذمہ دار خود ہو گے۔" وہ بیگ سے لنچ باکس نکالتا کہہ رہا تھا۔

زیان اسے نہیں کہہ سکا کہ اس کے پیچھے نہ آیا کرے۔وہ خود کو اس کا عادی نہیں بنانا چاہتا تھا۔اور یہ تو اس نے جان ہی لیا تھا کہ عادتیں کتنی جان لیوا ہوتی ہیں۔گہری سانس لے کر سر جھکا کر اپنے خون آلود ہاتھ کو دیکھا جو اندھیرے میں یقیناً عارب کو نظر نہیں آیا ہو گا۔بنا کچھ کہے بوتل اٹھالی۔

"میں دھلا دیتا ہوں۔"

"نہیں میں کر لوں گا۔" اس نے بوتل پیچھے کی اور ڈھکن کھولا۔

"یار، تم نے اتنی ڈھٹائی کہاں سے لی ہے؟" عارب تاسف سے اسے ہاتھ دھوتے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے بوتل انڈیل رہا تھا۔ تبھی عارب نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"یہ۔۔یہ کیا کیا ہے؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑے گنگ ہوا تھا۔ تیزی سے موبائل نکالا اور فلیش لائٹ جلائی۔

ہتھیلی کے وسط میں دو گہرے کٹ لگے تھے۔ جن میں پھنسے شیشے کے ذرات روشنی میں چمکنے لگے۔ خشک خون جم گیا تھا کہ پانی ڈالنے پر بھی نہیں بہا۔

"اٹس فائن۔" اس نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی جس پر عارب نے گرفت مضبوط کر لی۔

"میرے سامنے یہ ہیرو بن کر میرا پارہ مت چڑھایا کرو۔ اگر تم یہ دکھاؤ گے کہ تم انسان ہو یا تمہیں درد ہوتا ہے، تو یقین کرو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔" جھکے سر کے ساتھ عارب تلخی سے کہہ رہا تھا۔

اسے انسان سمجھا ہی کس نے تھا؟ مگر وہ خاموش رہا۔

”میں گاڑی سے فرسٹ ایڈ لا رہا ہوں، اگر یہاں سے ایک انچ بھی ہلے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔“ وہ برہمی سے اس کا ہاتھ چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔ زیان خاموشی سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔ یونہی ذہن نے اس ماضی کا عکس دکھایا تھا، جس میں وہ جینا بھی نہیں چاہتا تھا۔

کالج کے کھلے سے گراؤنڈ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں زیان ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔ یہ اس زیان سے بہت مختلف تھا جسے تم نے حال میں دیکھا تھا۔ اس کی مسکراہٹ میں زندہ دلی تھی اور پرکشش آنکھوں میں زندگی کی چمک۔

”تم جیسا ڈھیٹ انسان اس صدی میں دوبارہ پیدا نہیں ہوگا۔“

ارسم دبے دبے غصے سے کہتا اس کی شرٹ کی آستین اوپر چڑھا رہا تھا۔ یونیفارم کی سفید شرٹ بازو کے اوپری حصے سے سرخ ہو رہی تھی۔ ارسم نے احتیاط سے اوپر

کیا۔وہاں ایک لمبا سا سرخ نشان تھا جس سے خون بہہ رہا تھا۔وہ احتیاط سے زخم پر ٹشو پھیرنے لگا۔

"میں زیان ارتضیٰ ہوں۔" اس نے دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ گویا یاددہانی کروائی۔

"ایک بے غیرت انسان۔" ارسم نے ٹشو پھیرتے ہوئے اس کا جملہ مکمل کیا۔

زیان دھیرے سے ہنس دیا۔

"کوئی کہتا تھا کہ میرے سوئم کی بریانی کھانے میں سب سے آگے ہو گا؟"

مسکراہٹ دبائے وہ جتا رہا تھا۔

ارسم نے ٹشو ڈسٹ بن کی طرف اچھالا اور فرصت سے کنھتئی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں نے تمہیں ایک بات نہیں بتائی تھی۔" وہ اب بینچ پر رکھی پٹی اٹھا کر آہستگی سے زخم کے گرد لپیٹنے لگا۔زیان مسکرا کر اسے دیکھے گیا۔

"تمہارے سوئم کی بریانی کھانے میں سب سے آگے بھی میں ہوں گا اور تمہارے ہر زخم کا چارہ گر بھی سب سے پہلے میں ہی ہوں گا۔"

"کہاں کھو گئے ہو؟"

عارب کی آواز نے اسے حال میں کھینچا تھا۔ وہ بے اختیار سیدھا ہوا۔ نظریں چرا لیں۔ گھاس پر رکھا موبائل اٹھالیا اور روشنی کو اس طرح فوکس کیا کہ عارب پٹی باندھ سکے۔ خاموش نگاہوں سے وہ عارب کی انگلیوں کو اپنا زخم صاف کرتا دیکھتا رہا۔

عارب عمر کے ہر انداز میں ارسم خان جیسی فکر چھپی تھی۔

اگر جو اس کا انجام بھی ویسا ہی ہوا تو؟

اپنی سوچوں سے گھبرائے اس نے بے اختیار ہاتھ کھینچ لیا۔ عارب نے گہری سانس لی اور بغیر سر اٹھائے پھر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

"میں وہ کبھی بھی نہیں کروں گا جو اس نے تمہارے ساتھ کیا تھا۔ یہ تمہیں وقت اور میرے اعمال بتائیں گے۔"

بغیر کسی خفگی کے وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ زیان نے لب کاٹتے ہوئے ملال سے اسے دیکھا۔

"وہ بھی یہی کہتا تھا۔"

عارب کا روئی پھیرتا ہاتھ رک گیا۔ سر اٹھا کر سیاہ ہوتی کتھئی آنکھوں کو دیکھا۔

"وہ کہتا تھا اور میں کر کے دکھاتا ہوں۔ کیا گزرے وقت میں تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا زیان ارتضی؟" سنجیدہ لہجے میں بہت دور کہیں شکوہ چھپا تھا جسے زیان نے بخوبی محسوس کیا تھا۔ اس نے تکان سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"میں نے بس پٹی باندھی ہے۔ زخم خراب ہو رہا ہے۔ کچھ کھاؤ پھر ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا پیچھے ہوا۔ زیان نے بنا کچھ کہے سینڈوچ اٹھالیا۔ وہ اس کے لئے سب چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ انکار نہیں کر سکا۔

عارب ہاتھ پیچھے کو گھاس پر جمائے پاؤں لمبے کئے روشنیوں کو تک رہا تھا۔ ان دونوں کے درمیان چھائی خاموشی بوجھل ہونے لگی۔

"پتہ ہے میری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟" جلتی بجھتی روشنیوں پر نظریں جمائے عارب نے آہستگی سے پوچھا۔ جوس کی بوتل لبوں سے ہٹاتے زیان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کوئی ایسا کیس جو تمہیں ایڈوینچر دے سکے۔" چند پلوں بعد اس نے سوچ کر جواب دیا۔

عارب نے گہری سانس لی۔

"تم مجھے سمجھ ہی نہیں پاتے زیان۔" گزرے وقت کی حکایات اور بیتے پلوں کا شکوہ۔ زیان خاموش رہ گیا۔

وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اس نے جیسے اعتراف کیا تھا۔

"ممی سے دوبارہ ملنا۔" لمحوں بعد عارب کی مدھم آواز گونجی۔ روشنیوں پر جمی آنکھوں میں تکلیف کی رمق تھی۔

زیان کے حلق میں نوالہ اٹکا۔ وہ بے اختیار کھانسا۔ عارب نے نظریں اس کی طرف پھیریں۔ چہرے پر تاسف در آیا۔ وہ اب جوس کی بوتل لبوں سے لگائے گھونٹ لے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور یہ لاحاصل خواہش مجھے اندر سے اتنی اذیت دیتی ہے کہ میرا سانس رکنے لگتا ہے۔" اس کی آواز گیلی ہونے لگی۔ زیان کا کھانا حرام ہو چکا تھا۔ وہ بس بوتل ہاتھ میں پکڑے روشنیوں کو دیکھ رہا تھا۔ لب بھینچے چہرے پر بے بسی لہرائی۔

”میرے نزدیک تم دنیا کے سب سے خوش قسمت انسان ہو۔“

زیان نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھینچی اور سر جھٹک دیا۔ جن راستوں پر وہ چلا تھا، ان کا راز اس تک ہی رہنا چاہیے۔ وہ اپنے دائرے سے کسی دائرے کو اوورلیپ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

”اب چلتے ہیں ورنہ میں ہی بولتا رہوں گا۔“ اپنے لہجے کا کرب چھپاتا عارب اٹھ کھڑا ہوا اور جینز کی جیب سے چابیاں نکالتا ڈھلان اترنے لگا۔

زیان ارتضیٰ کی ذات پر لگی گرہوں کو کھولنے کے لئے عارب عمر کو ہر دفعہ کرب کی اس بھٹی میں جلنا پڑتا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ اس کی کوششوں کا کوئی ثمر نہیں تھا۔

یہ بھی جانے بغیر کہ یہ کام کوئی اور کرنے والا تھا۔ اپنے وقت پر، اپنے انداز میں۔

******

نیم اندھیر آفس روم میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کھڑکیوں کے بلائنڈز گرے ہوئے تھے۔ پاور چیئر پر بیٹھے شخص کا چہرہ مبہم تھا۔ ہاتھ میں دبی سیگریٹ کا کنارہ سلگ رہا تھا۔ گہری سانس خارج کرتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"انتقام کی آگ بھی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔" اس نے لبوں میں سیگریٹ دبا کر گہرا کش لیا۔ تاثرات نافہم تھے۔

"وہ اس پر حملہ کر رہا ہے اور کچھ عرصے بعد وہ پلٹ کر وار کرے گا۔ دونوں یونہی لڑتے ہوئے ختم ہو جائیں گے اور فائدہ میرے علاوہ کسی کا نہیں ہو گا۔" نیم اندھیرے میں بھی خود کلامی کرتے شخص کی مسکراہٹ میں خباثت واضح دکھتی تھی۔

"بس کچھ دیر اور یہ کھیل جاری رہے گا اور اختتام ابنِ ارتضیٰ کی موت ہو گا۔ بھلا کوئی اجل سے بھی بچ پایا ہے؟" تاسف سے کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

سرمئی دھویں کے اٹھتے مرغولوں کے پار بیٹھا شخص سارے مہروں کو اپنی انگلیوں پر نچا رہا تھا اور کامیاب بھی رہا تھا۔

یہ کھیل اس کی سوچ سے بھی زیادہ طویل اور گھناؤنا ہونے والا تھا۔

******

زمل نے ہاتھوں کے پیالے میں پانی بھرا اور چہرے پر چھینٹے مارے۔ گہری سانس لے کر اپنا عکس دیکھا۔ گلابی آنکھوں میں بے بس سی ویرانی تھی۔ رول سے ٹشو کھینچتے ہوئے چہرہ رگڑا۔

"زمل۔"

پکارے جانے پر وہ بے اختیار مڑی۔ حرا لب بھینچے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”کیوں اسے موقع دیتی ہو کہ وہ تمہارے ساتھ وہ سب کرے؟“ وہ برہمی سے پوچھ رہی تھی۔ زمل نے بنا جواب دیئے ٹشو ڈسٹ بن کی طرف اچھالا اور اسے دیکھا۔

”عاتکہ میم آ گئیں؟“ بے تاثر انداز میں پوچھا۔ حرا کے بھاشن سننے کا کوئی موڈ نہیں ہو رہا تھا۔

وہ کلس کر رہ گئی۔

”جی آ گئی ہیں۔ آپ کا ہی انتظار ہو رہا ہے۔“ بگڑے ہوئے انداز میں کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

کلاس میں چھائی خاموشی دبیز ہو رہی تھی۔ قلم تیزی سے کاغذوں پر گھسیٹے جا رہے تھے۔ عاتکہ خاموشی سے جھکے سروں کو دیکھ رہی تھیں۔ گول چشمہ لگائے وہ گریس فل سی ٹیچر لگ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے دو ہفتوں بعد ایگزام شروع ہو رہے ہیں، رائٹ؟" کچھ لمحوں بعد ان کی نرم آواز گونجی۔

کئی سر اثبات میں ہلے۔

"گڈ۔ اس کے بعد کیا پلانز ہیں؟"

زمل نے ضبط سے گہری سانس لی۔ آمنہ کے چہرے پر دبی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میم ہمارا تو پتہ نہیں لیکن زمل ضرور القصیم میں ایڈمیشن لے گی۔" لہجے میں واضح تمسخر تھا۔

عاتکہ نے مسکرا کر زمل کو دیکھا۔ جو سر جھکائے بے مقصد لکیریں کھینچ رہی تھی۔

"رئیلی زمل؟ یہ تو بہت اچھا ہو گا کہ کوئی ہمارے کالج سے وہاں ایڈمیشن لے۔" وہ نرمی سے کہہ رہی تھیں۔

زمل پھیکا سا مسکرا دی۔ آمنہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس کے لئے کچھ ٹیسٹ وغیرہ بھی ہیں؟"

"جی، دو ٹیسٹ ہیں۔" وہ مضطرب سی کاغذ کا کونا موڑ رہی تھی۔

"کب ہیں؟"

"اگلے ہفتے۔" اس نے دھیرے سے جواب دیا۔ عاتکہ نے بے اختیار ابرو چکا کر اسے دیکھا۔

"دو ہفتوں بعد آپ کے بورڈ ایگزامز ہیں۔" انہوں نے جیسے یاد دہانی کروائی۔

"میں مینج کر لوں گی۔" آہستگی سے ہمیشہ کہے جانے والا جملہ دہرایا۔

"گھر والوں کی طرف سے پریشر ہے؟" انہوں نے پر سوچ انداز میں پوچھا۔

"نو میم۔" وہ تیزی سے بولی۔ "یہ میرا اپنا فیصلہ ہے۔"

عاتکہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"چلیں گڈ لک۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے گہری سانس لے کر سر کو خم دیا۔ذہن کہیں بھٹک کر پیچھے جا رہا تھا۔اسی اذیت میں،انہی کرچیوں میں۔

**وہ آج بھی اسی لمحے میں قید تھی۔**

******

عصر کے بعد سائے لمبے ہو رہے تھے۔قبرستان کی فضا میں بوجھل سا پن تھا۔ہلکی ہوا میں درختوں کے پتے سرسرا رہے تھے۔ایسے میں وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایک قبر کے سامنے آر کا۔گلابی پڑتی آنکھوں سے چند لمحے کتبے پر لکھا نام دیکھتا رہا۔

مکرم ارتضی۔

وہ آہستگی سے پنجوں کے بل بیٹھا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ہواؤں میں پھیلی اداسی روح پر حاوی ہونے لگی۔چند لمحے وہ اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے سب سکھایا تھا، لیکن آپ کے بغیر کیسے رہنا ہے، یہ بتانا کیوں بھول گئے تھے؟" شکوہ کناں آواز مدھم تھی۔ سر جھکائے وہ مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"میں اتنے سالوں بعد بھی آپ کے بغیر رہنے کا عادی نہیں ہوا، اس کے لئے معذرت۔" گیلی ہوتی آواز میں کہتے ہوئے آہستگی سے کتبے کو چھوا۔ درختوں کے سرسراتے پتے خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"آپ نے کہا تھا کہ سب ایک دن ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ میں تب نہیں مانا تھا، میں نے بحث کی تھی۔ لیکن آج۔۔" گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچی۔ "آج میں مان گیا ہوں، دادا جان۔"

اذیت اور ابدی کرب میں ڈوبی آواز آخر میں ہلکی سی کانپی تھی۔ ایک بے اختیار سا آنسو مٹی پر گرا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کہتے تھے کہ آپ کو میرا رونا اچھا نہیں لگتا تھا، وہ بھی یہی کہتی تھیں پھر کیسے ان کا دل پتھر ہو گیا تھا؟" پل کے لئے شکستگی سے آنکھیں بند کیں۔ تین ہفتے ہو چکے تھے۔

**وہ آج بھی اسی لمحے میں قید تھا۔**

"میں جانتا ہوں کہ میں اکثر اپنے دوستوں کے ساتھ زیادتی کر جاتا ہوں، خاص طور پر عارب کے ساتھ۔" لمحے بھر کو رکا۔ "اس کے لئے بھی معذرت۔ وہ آپ کا اچھا بیٹا تھا۔" اداسی سے مسکرایا۔ اس کی حزن میں ڈوبی مسکراہٹ دل چیرنے کے لئے کافی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مگر مجھے بھروسہ کرنے کے لئے لمبا عرصہ چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ ارسم بھی یہی کہتا تھا۔" کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ کنپٹی آنکھوں کی تکلیف شدید ہونے لگی۔ گہری سانس لے کر خود پر قابو پایا اور سر جھٹکا۔

"لیکن میں آپ کا بہادر بیٹا نہیں رہا، دادا جان۔ میں وہ بن گیا ہوں جس روپ میں آپ مجھے کبھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔" زیان نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ دائیں ہاتھ پر ویسے ہی پٹی بندھی تھی۔ تبھی وہ پٹی ہاتھ سمیت خون آلود ہونے لگی۔ اس کی آنکھوں کے کنارے گیلے ہونے لگے۔

وہ کیا بننا چاہتا تھا اور کیا بن گیا تھا؟

******

آفندی ہاؤس کے کنٹرول روم میں طویل میز کے گرد سیاہی میں ڈوبے وہ نفوس بیٹھے تھے۔ جنہیں گمان تھا کہ وہ زندگیوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ جو عذاب نہ آنے پر خود کو خدا سمجھ بیٹھے تھے۔

اعتزاز نے نظروں کا رخ ملائکہ کی طرف موڑا۔ وہ کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے ہاتھ میں پکڑا بلیڈ گھما رہا تھا۔

”تمہارا پلان مضبوط ہے لیکن اگر وہ جارحیت پر اتر آیا تو؟“ لہجے میں سنجیدگی تھی۔

ملائکہ ہلکا سا مسکرائی۔ کندھے اچکائے۔

”تو وہ اپنا کیس خود خراب کرے گا۔“ اندر تک اترتی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔ اعتزاز نے سر کو خم دیا۔

”ٹرانزیکشن مکمل ہو گئی؟“ اب کہ وہ صیغم کی طرف متوجہ ہوا۔

”یس باس۔ ڈالرز آ چکے ہیں۔ اب اگلا قدم کیا ہو گا؟“

چند لمحے خاموشی چھا گئی۔ اعتزاز نے بلیڈ کو اپنی کلائی پر رکھا اور ذرا سا دباؤ ڈالا۔ بلیڈ کی تیز نوک اندر اترتی گئی۔ سرخ قطرے ٹپکے۔ وہ محظوظ سا مسکرایا۔ ابتہاج نے ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے سر جھٹکا۔

”کیا کرنا ہے، کیسے کرنا ہے اور کب کرنا ہے، یہ سب اگلے ہفتے کے بعد بتاؤں گا۔ فی الحال تم دونوں جاؤ اور آنکھیں اور کان کھلے رکھنا۔“

www.novelsclubb.com

صیغم اور نائل سر اٹھاتے ہوئے اٹھے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔اعتزاز اب بلیڈ کو کھینچتا لمبا سا کٹ بنا رہا تھا۔

"تم زیان کو کب سے جانتے ہو؟" ملائکہ نے دوٹوک انداز میں پوچھا۔ابتہاج خاموشی ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔اعتزاز پر تپش انداز میں مسکرایا۔

"دو سالوں سے۔" بات گھمانے کی اسے عادت نہ تھی۔کٹ بنا کر اب وہ بلیڈ کو ٹشو سے صاف کر رہا تھا۔

ملائکہ نے بے اختیار ابرو چکا کر اسے دیکھا۔آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"یعنی کہ..."

www.novelsclubb.com

"تمہارا ساتھ میں نے پلان کے تحت دیا تھا ملائکہ۔تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہارے شوہر کے بیٹے کو تباہ کرنے میں اتنی دلچسپی کیوں رکھتا ہوں؟" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

"یہ انتقام ہے۔" وہ ابھی تک حیرت کے زیر اثر تھی۔

"یہ ایسا انتقام ہے جس کا انتظار میں نے ایک لمبے عرصے تک کیا ہے۔"

ابتہاج نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"یہ انتقام نہیں ہے اعتزاز۔ یہ آبسیسشن ہے اور یہ تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔"

"زیان نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا؟" ملائکہ نے تیزی سے پوچھا۔

اعتزاز محظوظ سا مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں ایسا کیوں لگا ملائکہ کہ میں تمہیں سب بتاؤں گا؟"

ملائکہ لاجواب ہوئی۔ وہ ہاتھ باہم ملائے آگے ہوا۔ کلائی سے رستا خون میز پر گر رہا تھا۔

”بس اتنا جان لو کہ تم اسے راستے سے ہٹانا چاہتی ہو اور میں اسے صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا ہوں لیکن...“

اس کے لہجے کی کاٹ اور آواز کی ٹھنڈک وجود میں اترتی محسوس ہوئی۔

”لیکن اتنی آسان موت کا وہ حقدار نہیں ہے۔ تم اپنی چالیں چلتی رہو، میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ لیکن جہاں مجھے اس کھیل میں مزہ نہیں آئے گا، میں یہ کھیل ہی ختم کر دوں گا۔“ چہرے پر تنفر بکھرا تھا۔ ملائکہ نے سمجھ کر سر کو خم دیا۔

”میں ڈنر میں آؤں گا لیکن کام پکا ہونا چاہئے۔“ اس نے جیسے تنبیہ کی تھی۔

”تم فکر نہ کرو۔ سب میری منشا کے مطابق ہوگا۔ اس کے باپ کی برداشت ختم ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ یہ قبر میں آخری کیل ہوگی۔“

”فائن۔ سوابتہاج، تم باقی کی ڈیکنگ مکمل کرو۔ فی الحال سب کاموں کو آہستہ کر دو۔“

ابتہاج نے گہری سانس لے کر سر کو خم دیا۔اس کے ہر کام میں اس کا ساتھ دینا ان کی مجبوری تھی۔

اعتزاز نے نگاہیں جھکا کر کلائی پر بنے زخم کو دیکھا۔

**"میں تم سے اپنی زندگی نہیں مانگوں گا۔مارنا چاہتے ہو تو مار دو مگر مجھے گڑگڑاتے ہوئے نہیں دیکھو گے۔"**

کچھ یاد آنے پر وہ مسکرا دیا۔

ذہنی اذیت سے زیادہ مزہ جسمانی اذیت میں آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

******

روالپنڈی کی مصروف شاہراہ پر دو منزلہ عمارت کھڑی تھی جس کی فضا میں تازہ ہوئے پینٹ کی بو رچی تھی۔پیشانی پر 'ایچ آر کیفے' کا بورڈ چمک رہا تھا۔کریم کلر کی دیواریں اور ہر طرف پودوں کی بھرمار اس جگہ کو خوبصورت بنا رہے تھے۔اندر جاؤ

تو کشادہ سے ہال میں کئی پیک شدہ ڈبے رکھے تھے۔ فرنیچر سے خالی اور خاموش کمرے۔ کونے پر لگی گول زینہ اوپری منزل تک رسائی سے رہا تھا۔

ایسے ہی ایک نفاست سے سجے کمرے میں صوفے پر بیٹھی لڑکی لب دبائے کتاب کے صفحے الٹ رہی تھی۔ لمبے بال چہرے کے اطراف میں گر رہے تھے۔ اس کی توجہ مکمل کتاب کی طرف تھی جب میسج ٹون بجی۔ ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھالیا۔

میسج پڑھتے ہوئے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ واضح تھا کہ وہ دل سے مسکرائی تھی۔ کتاب سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس نے بالوں کو ڈھیلی سی پونی میں جکڑا اور اسکارف اٹھاتے ہوئے ڈریسنگ مرر کے آگے آکھڑی ہوئی۔

برف ہوئی اس لڑکی کی خوبصورت آنکھوں میں گہری ویرانی تھی اور دور کہیں سب کھو دینے کا کرب بھی۔ بے رحم سی ٹھنڈک تھی جو اس کے گرد محسوس ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

**وہ مائزم نور تھی۔ کئی حادثات کو سینے میں چھپائے ویران ہوئی زندگی کو ناامیدی سے گزارتی ہوئی۔**

اسکارف لپیٹے وہ باہر نکل آئی۔ ریلنگ پر ہاتھ جما کر نیچے دیکھا۔ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ہال کے وسط میں کھڑا تھا۔ مائزم لبوں پر ہلکی مسکراہٹ لئے اترنے لگی۔

"ایڈریس دیکھ کر ہی آئے ہونا؟ کہیں غلط جگہ تو نہیں آ گئے؟"

طنزیہ آواز پر زیان سکون سے پلٹا۔ اس سے چند قدم دور وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ لبوں پر اب مسکراہٹ نہیں تھی۔ ہر جذبہ ہر جگہ آشکار نہیں کیا جاتا۔ لیکن آنکھوں میں اب بھی مختلف سا تاثر تھا۔

"بزی تھا۔" مختصر جواب آیا تھا۔ وہ بھلا اتنا مختصر کیوں بولتا تھا؟

مائعزم نے ابرو چکائے اسے دیکھا گویا وضاحت پر شک ہو لیکن پھر بنا کچھ کہے سر جھٹکا۔

"رینوویشن تو تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔" وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ارد گرد دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"میں کل آنٹی سے ملی تھی۔"

زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔ چہرے کے تاثرات پل کے لئے بدلے، اگلے ہی لمحے وہ بے تاثر تھا۔

"پرسوں انابیہ کی فلائٹ ہے۔ تم چلو گی؟"

"وہ بیمار ہیں زیان۔" ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے اس کا سوال یکسر نظر انداز کر دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زیان نے ضبط سے مٹھی بھینچی۔ آنکھوں میں بے بسی بھرا کرب ابھرا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے۔ چہرے کا رنگ لمحے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ مائعزم نے آنکھیں سکیڑے اس کا ہر انداز دیکھا۔ آنکھوں میں تاسف در آیا۔

زیان ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھتا وہاں سے پلٹ گیا۔

''نہیں وہ سزا مت دو زیان ارتضی، جو سب تباہ کر دے۔ اگر ایسا ہو گیا تو تم جی نہیں پاؤ گے۔'' وہ پیچھے سے پکاری تھی۔ گزرے ماہ کی طرح آج بھی اس کا دل موم کرنا چاہا۔

پل کے لئے اس کے قدم تھم گئے۔ آنکھوں میں گلابی سی نمی چمکی مگر وہ پلٹا نہیں۔

''جو مر جائیں وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتے، مائعزم نور۔'' ضبط سے بھاری ہوتی آواز میں اذیتوں کی لہر تھی۔ بنا جواب سنے وہ آگے بڑھ گیا۔

مائعزم وہیں کھڑی اس کے فقرے میں الجھ گئی۔ اسے سمجھانا اتنا مشکل کیوں ہے؟

گہری سانس لے کر جب مڑی تو ٹھٹھک کر رکی۔ سیڑھیوں پر کھڑا اچہ سینے پر بازو لپیٹے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مائعزم کا دل نئے سرے سے رسنے لگا۔

"آپ میری جگہ اس کو دے رہی ہیں؟" چمکدار آنکھوں میں زمانے بھر کا شکوہ تھا۔ وہ بغیر کچھ کہے تیزی سے اس کے پاس سے گزر گئی۔ زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا۔

نیم اندھیر کمرے میں اس کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔

کون کہتا ہے کہ وقت کے پاس ہر زخم کا مرہم ہوتا ہے۔

اس کے زخم تو آج بھی تازہ تھے۔

******

لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ زمل نے بالوں کو جوڑے میں باندھتے ہوئے گردن موڑی۔ مہر پاؤں لمبے کئے کتاب پڑھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"حبہ کہاں ہے؟" چہرے پر اندرونی خلفشار کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ وہ فریش لگ رہی تھی۔

مہر نے صفحہ موڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

"وہ کہاں ہو سکتی ہے؟" لہجے میں تکان تھی۔

ہائی لائٹ کرتا زمل کا ہاتھ رک گیا۔ ویسے ہی چہرہ جھکائے اس نے گہری سانس لی۔ ایمبر آنکھوں میں ملال اتر آیا۔

"میں اس سے بات کروں گی لیکن تم ابو سے کچھ مت کہنا۔ وہ خواہ مخواہ پریشان ہوں گے۔" اس نے جیسے آخر میں تنبیہ کی۔ مہر نے سر کو خم دیا۔

"ٹیسٹ کی تیاری کیسی ہے؟"

زمل نے چونک کر اسے دیکھا پھر سست روی سے ہائی لائٹ کرنے لگی۔

"اچھی ہے۔"

مہر نے بغور اسے دیکھا۔

”سب ٹھیک ہے؟ پریشان لگ رہی ہو۔“

”ایسا کچھ نہیں ہے۔ بس آج کالج میں کافی بزی دن تھا سو تھک گئی ہوں۔“ وہ اب کہ مسکرا کر بولی۔ مہر نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔

کمرے میں نیم اندھیر چھایا ہوا تھا۔ زمل نے دروازہ دھکیلتے ہوئے لائٹ جلائی۔ متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا پھر گہری سانس لیتی صوفے کی سائیڈ پر آئی۔ کھڑکی کے نیچے فرش پر چہرہ چھپائے وہ بیٹھی تھی۔ زمل آہستگی سے پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی۔

”حبہ۔“ اس کے جھکے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے اس نے نرمی سے پکارا۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ویسے ہی بیٹھی رہی البتہ دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔زمل کی آنکھوں میں کرب اتر آیا۔

"ایسا نہ کیا کرو، حبہ۔" اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر آہستگی سے اپنے ساتھ لگا لیا۔اب کہ حبہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔زمل بنا کچھ کہے اس کا سر تھپکتی رہی۔ حلق میں اٹکا آنسوؤں کا گولہ پیچھے دھکیلا۔اس کرب ناک رات کی اذیت پھر حاوی ہونے لگی۔

"ایسے نہیں کریں، پلیز دروازہ کھولیں۔" اس نے بلکتے ہوئے منت کی تھی۔

اس نے حبہ کو تڑپ کر چیختے دیکھا۔

خشک آنکھوں کے ساتھ اس نے بری طرح روتی مہر کو اپنے ساتھ لگا لیا۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چند پلوں بعد اس کی سسکیاں دم توڑ گئیں۔ زمل نے آہستگی سے اسے خود سے علیحدہ کیا اور اس کے بکھرے بال سمیٹ کر پیچھے کیئے۔ وہ سر جھکائے اب آنکھیں رگڑ رہی تھی۔

"کیا ہوا تھا؟"

حبہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ پر سکون سی پوچھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"آج اقرا کی ماما اسکول آئی تھیں۔" آواز لرز رہی تھی۔ "اقرا اپنا لنچ باکس گھر بھول آئی تھی۔ اس کی ماما باکس دینے سکول آ گئیں۔"

زمل نے آنسو پیتی خاموشی سے سن رہی تھی۔ آگے کا مرحلہ اس کے لئے بہت مشکل ہونے والا تھا، مگر اسے کرنا تھا۔ خود کو سنبھال نہیں سکی تھی لیکن چھ سالہ بہن کو سنبھالنا ضروری تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے بھی تو کل چوٹ لگی تھی، میری ماما کیوں نہیں آئیں؟" وہ پھر رو پڑی۔ زمل نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ جو غم اس کا ہرا تھا، وہ کسی دوسرے کو کیسے دلاسا دے سکتی تھی۔ مگر اسے دینا تھا۔ اس اپنی بہن کو سنبھالنا تھا۔

"حبہ۔ میری بات سنو۔" اس نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے۔ "ماما کو جب پتہ چلے گا کہ ان کی بہادر بیٹی ایسے روتی ہے، تو وہ کتنا اداس ہوں گی۔ وہ تو حبہ کو سب سے اچھا بچہ کہتی تھیں۔"

"مگر مجھے ان کے پاس جانا ہے۔" اس کی آنکھیں پھر بھرنے لگیں۔

"وہ بھی انتظار کر رہی ہوں گی نا کہ کب حبہ فرسٹ پوزیشن لے گی۔ کب حبہ خود سے پیزا بیک کرنا سیکھ لے گی اور کب حبہ تھری ڈی اسکیچنگ کرے گی؟" وہ آہستگی سے اس کے بال سمیٹتی کہہ رہی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے پونی اٹھائی اور اس کے چھوٹے نرم بالوں کو پونی میں جکڑنے لگی۔ حبہ کے آنسو رک گئے تھے۔ وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں سن رہی تھی۔

"ابھی تو حبہ کو ماما کے لئے بہت سی دعائیں بھی کرنی ہیں۔ اگر ایسے روتی رہو گی تو کیسے کرو گی؟ اور پھر یہ بھی تو دیکھو کہ ہمارے پاس ابو ہیں نا؟ وہ کتنا پریشان ہوں گے جب انہیں پتہ لگے گا حبہ روتی ہے۔ اور مجھے پتہ ہے کہ بناتِ اعظم..." اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اپنے ابو کو ہرٹ نہیں کرتیں۔" حبہ نے تیزی سے مکمل کیا۔ دونوں ہاتھوں سے سختی سے گال رگڑے۔

"بالکل۔ اب جب بھی کوئی بات ہو گی تو سب سے پہلے آپی کو بتانا ہے۔ ہم مل کر ماما کو یاد کریں گے اور ان کے لئے دعا بھی کریں گے۔ ایسے اکیلے نہیں رونا۔ اوکے؟"

حبہ نے سمجھ کر سر ہلایا اور آگے بڑھ کر اس کا گال چوما۔ زمل نے بے اختیار اس کے گرد بازو لپیٹے اور آنکھیں بند کر لیں۔ آنسو ابلنے کے لئے بے تاب تھے مگر وہ جن کا حوصلہ تھی، وہ اسے بکھرتے دیکھنے کی متحمل نہیں تھے۔

******

کمرے میں سائیڈ لیمپس جل رہے تھے۔وہ سر تکیے پر گرائے اندھیری ہوتی چھت کو دیکھ رہا تھا۔ہر رات کی طرح یہ رات بھی بے خوابی میں گزرنے والی تھی۔

**"یہ لاحاصل خواہش مجھے اندر سے اتنی اذیت دیتی ہے کہ میرا سانس رکنے لگتا ہے۔"**

زیان نے پل کے لئے آنکھیں بند کیں۔عارب نہیں جانتا تھا کہ وہ کتنی شدتوں سے پلٹنا چاہتا تھا لیکن دروازے بند تھے۔

اور دنیا کے دروازے کھٹکھٹانا زیان ارتضی کی سرشت میں شامل نہیں تھا۔

چند لمحے پانیوں کی طرح بہتے رہے پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھالیا۔اسکرین پر دس بجے کا وقت دکھائی دے رہا تھا۔وہ اسکرین کو دیکھتا کچھ سوچتا رہا پھر کال لاگ کھولا۔گہری سانس لے کر' بابا' پر انگلی رکھی۔

"واہ۔آج برخودار کو خود خیال آگیا۔" دوسری جانب وہ خوشگوار حیرت کے ساتھ کہہ رہے تھے۔زیان کو بے اختیار شرمندگی ہوئی۔جب وہ اسے نہیں بھولے تھے تو گھن چکر بنی اس زندگی میں اسے بھی انہیں فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

"یعنی آپ انتظار کر رہے تھے؟" لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔یہ مسکراہٹ مختلف تھی۔اس میں چاشنی تھی، محبت تھی۔

"تو نہ کیا کروں؟" وہ الٹا خفا ہوئے۔

زیان چند لمحے خاموش رہا پھر کمبل ہٹاتا اٹھ بیٹھا۔

"آپ ایسا کیسے کر لیتے ہیں؟" مدھم لہجے میں پوچھا۔

"کیا؟"

"اتنے احسان؟" کال اسپیکر پر لئے اب وہ ہاتھ کی پٹی اتار رہا تھا۔

دوسری جانب اعظم نے گہری سانس لی۔اس لڑکے کو ڈیل کرنا دن بدن مشکل ہوتا جارہا تھا۔

"مثلا؟" تحمل سے پوچھا۔ورنہ دل کر رہا تھا کہ کھینچ کر ایک تھپڑ تو لگا ہی دیں۔

"لسٹ لمبی ہو جائے گی۔" اس نے جیسے تنبیہ کی۔پٹی ڈسٹ بن کی طرف اچھال دی۔ہاتھ کو اسٹریچ کیا۔درد کی ٹیس اٹھی۔

"کوئی بات نہیں۔میں سننا چاہوں گا۔"

زیان نے گہری سانس لے کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔نگاہیں کھڑکی کے پار نظر آتی سیاہ رات پر جمی تھیں۔

"آپ نے مجھے میری ماں سے ملوایا تھا۔"

"میں نے اپنا وعدہ نبھایا تھا۔" اعظم نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”آپ کو اپنے بیٹے کی تڑپ سمجھنی چاہیے حسام۔اتنے کٹھور نہ بنیں کہ واپسی کی کوئی راہ نہ رہ جائے۔اسے موقع نہ دیں کہ جب بڑا ہو تو آپ کا گریبان جکڑ کر اپنی ماں کا حساب مانگے۔“ وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔حسام نے نگاہیں موڑ کر مشینوں میں جکڑے زیان کو دیکھا۔آنکھوں میں کرب اترنے لگا۔

”آپ نے مجھے باپ کا احساس دیا۔“ وہ ان سنی کئے کہہ رہا تھا۔

”کیونکہ تم میرے بیٹے تھے۔“اعظم کے لہجے میں مضبوطی تھی۔وہی گزرے سالوں کا مان بھی۔

”میں آپ کو بابا کہہ سکتا ہوں؟“

اعظم نے بے اختیار ٹھٹھک کر سامنے کھڑے تیرہ سالہ لڑکے کو دیکھا۔وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔لیکن کتھئی آنکھوں میں خوف تھا۔چہرہ زرد تھا۔کسی احساس کے تحت اعظم کا دل بری طرح ڈوبا تھا۔کاش کہ وہ ان کا بیٹا ہوتا۔

**"کہہ سکتے ہو۔" انہوں نے بازو پھیلائے اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔ زیان نے تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔**

آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکنے لگا جسے اس نے نگل لیا۔ یہ جملہ ہر دفعہ نئے سرے سے زخموں پر مرہم رکھتا تھا۔

"آپ نے مجھ پر بھروسہ کیا۔" آواز میں اب لرزش اتر آئی۔ وہ اہانت، وہ ذلت آج بھی اس پر پنجے گاڑے بیٹھی تھی۔

"کیونکہ تم بے قصور تھے۔" وہ اطمینان سے اس کی ہر بات رد کرتے جا رہے تھے۔

**"کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے، زیان۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ تمہارے کردار کی گواہی میرے لئے کافی ہے بیٹے۔ دنیا کی باتوں سے مجھے سروکار نہیں ہے۔"**

**زیان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔وہ پر سکون تھے۔کوئی بوجھ تھا جو اس کے کندھوں سے سرکتا گیا۔اعظم مصطفی کو اس پر یقین تھا۔اب دنیا کی اسے پرواہ نہیں۔**

"شائد میں اتنا بے قصور نہیں ہوں جتنا آپ سمجھتے ہیں۔"آنکھوں میں خالی پن اتر آیا۔وہی۔۔وہی وحشت ناک آواز اس پر حاوی ہونے لگی۔

"تمہارے کہنے کی کس کو پرواہ ہے؟تم سوچتے رہو جو سوچنا چاہتے ہو۔"وہ بے نیازی سے بولے۔زیان بے اختیار مسکرا دیا۔آواز کا آسیب تحلیل ہوا۔

"میرے سامنے یہ باتیں مت کیا کرو،زیان۔کوئی احسان نہیں تھا جو میں نے تم پر کیا۔میں نے صرف وعدہ نبھایا ہے۔ان احسانوں کا بدلہ اتارنے کی معمولی سی کوشش،جو مجھ پر کئے گئے تھے۔یہ آخری دفعہ تھا جب میں نے تمہاری یہ باتیں سن لی ہیں۔اس کے بعد میں کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔"آخر میں برہمی سے تنبیہ کی۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے احسانوں کا بدلہ وہ سود سمیت لوٹانے والا تھا۔

وہ اداسی سے مسکرایا۔

"پاکستان کب آئیں گے؟"

"ابھی تو کوئی پلان نہیں ہے۔ تم سعودیہ آجاؤ۔"

"میں آکر کیا کروں گا۔ جب آپ آئیں گے تب مل لیں گے۔" اس نے امکان رد کر دیا۔ دور کہیں قسمت مبہم سا مسکرائی تھی۔

ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ دھکیلا گیا۔ زیان نے چونک کر دیکھا۔ ملائکہ لائیٹس آن کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ناگواری اتر آئی۔

"اوکے، میں آپ سے بعد میں بات کروں گا۔" بمشکل لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔

ملائکہ مسکراتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھی۔ بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھے وہ نائٹی میں ملبوس تھی۔ صبیح چہرہ فریش لگ رہا تھا۔ زیان ضبط سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"ابھی تک جاگ رہے ہو؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

"آپ کو کوئی کام تھا؟" وہ اندر اٹھتی غصے کی شدید لہر کو قابو کرتے ہوئے تحمل سے بولا۔

"کیا مطلب؟ اپنے بیٹے کے کمرے میں آنے کے لئے مجھے کسی وجہ کی ضرورت ہے؟" ابرو خفگی سے بھینچ گئے۔ انداز میں فکر نمایاں تھی۔

زیان کی آنکھوں میں استہزائیہ مسکراہٹ ابھری۔

"یہ یاد آنے میں اکیس سال لگ گئے؟"

ملائکہ کا چہرہ اہانت سے سرخ ہوا۔

”چلیں پھر میں یاد دلا دیتا ہوں کہ میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔“ سرد آواز میں چبا چبا کر کہا۔ ”میں آپ کی صرف اس لئے عزت کرتا ہوں کہ آپ میرے باپ کی بیوی ہیں۔ باقی مجھ سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔“

ملائکہ نے ضبط سے گہری سانس لی۔

**”تم نے ایک مرد کی غیرت کو آزمایا ہے۔ سو وہ تمہیں ٹف ٹائم دے گا۔ تمہیں برداشت سے کام لینا ہو گا۔“**

”میں جانتی ہوں بیٹا کہ تم مجھ سے ناراض ہو لیکن سائرہ کے ساتھ جو بھی ہوا، اس میں میرا ہاتھ نہیں تھا۔ تمہیں اس بات پر یقین کرنا چاہئے۔ وہ حسام کی اپنی مرضی تھی۔“

زیان کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ وہ جان بوجھ کر وہی موضوع لاتی تھی جو اس کی برداشت کو ختم کر دیتا تھا۔

"آپ کو مجھے وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" بھاری ہوتے تنفس کے ساتھ درشتی سے کہا۔

"دیکھو زیان۔ تمہارے اپنے باپ سے جو بھی اختلافات ہیں انہیں نظر انداز کر کے ان کا ساتھ دو۔ آفٹر آل سب کچھ تمہیں ہی تو دیکھنا ہے۔ اس بزنس ایمپائر کے اصل مالک تو تم ہو۔ پہلے تم نے حسام کی بات نہ مان کر انجینئرنگ پڑھی اور اب جب وہ چاہتا ہے کہ تم اپنی کمپنی کے لئے کام کرو تو تم اس سے بھی پیچھے ہٹ رہے ہو۔" وہ نرمی سے سمجھا رہی تھی۔ زیان اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس عورت کو دیکھ کر بس اپنی ماں کی سسکیاں سنائی دیتی تھیں۔ ان کا کرب دکھائی دیتا تھا۔ ان کی اذیت محسوس ہوتی تھی۔ باقی ہر جذبہ فنا ہو جاتا تھا۔

"اگر تم ڈنر میں نہ آئے تو دشمنوں کو باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا۔ میں جانتی ہوں کہ تمام تر اختلافات کے باوجود تم کبھی نہیں چاہو گے کہ کوئی تمہیں تمہارے

www.novelsclubb.com

باپ کے خلاف استعمال کرے۔" اس نے محبت سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ خفیف جذبے لئے آنکھیں اس پر جمی تھیں۔

"تم میرے بیٹے نہیں ہو لیکن جس کے ہو، اس کے بیٹے بن کر دکھاؤ۔"

زیان نے نامحسوس انداز میں اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ کیا سوچ رہا تھا، اس کے چہرے سے عیاں نہیں تھا۔ ملائکہ نے گہری سانس لی اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میری باتوں پر غور کرنا۔ گڈ نائٹ۔" وہ اس کا شانہ تھپتھپا کر آگے بڑھ گئی۔

زیان نے گہری سانس لے کر کنپٹی مسلی۔ کیوں ہر موڑ پر وہ اتنا بے بس رہا تھا کہ کچھ کر نہ سکا۔ لب کاٹتے ہوئے اپنے زخمی ہاتھ کو دیکھا۔ ان دو سرخ گہری لکیروں نے حال کو قید کیا اور ماضی کے چند لمحے آزاد ہوئے۔

"تم حسام ارتضی کے بیٹے ہو؟"

وہ فٹ بال کو مسلسل دیوار پر مار رہا تھا جب عقب سے آواز ابھری۔ دیوار سے ٹکراتے فٹ بال کو دونوں ہاتھوں سے کیچ کرتے ہوئے وہ بے اختیار پلٹا۔

سامنے اس کا کلاس فیلو کھڑا تھا۔ برہان آصف۔ آنکھوں میں محظوظ سا تاثر تھا۔

ماتھے پر گرے بے ترتیب بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے زیان نے سر کو خم دیا۔ فٹ بال زمین پر چھوڑ دیا تھا۔

"دی بزنس ٹائیکون؟" برہان نے سوالیہ ابرو چکائے گویا تصدیق چاہی۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" آنکھیں سکیڑے اس کا سوال نظرانداز کر دیا۔ گراؤنڈ میں زیادہ رش نہیں تھا۔

برہان کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ دو قدم آگے آیا۔

"وہی جن کی ایکس وائف کے اسکینڈلز مشہور ہوئے؟" لہجے میں کچھ جتاتا ہوا تھا۔ ہاتھ پیچھے کو باندھے وہ تپا دینے والے انداز میں مسکرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زیان ارتضیٰ کے وجود پر شرارے پھوٹنے لگے۔ چہرہ غیض سے سرخ پڑنے لگا۔ مٹھیاں بھینچ گئیں۔

"مائنڈ یور لینگویج۔" وہ تنے تاثرات کے ساتھ غرایا تھا۔ برہان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ لوہا گرم تھا۔

"اوہ۔" ابرو مصنوعی حیرت میں اکھٹے ہوئے۔ "کیا وہ کریکٹر لیس لیڈی تمہاری مام ہیں؟"

زیان کی سوچنے سمجھنے کی ہر صلاحیت مفقود ہونے لگی۔ جسم کا سارا خون چہرے میں سمٹ آیا۔ وہ خون آشام آنکھیں لئے برہان پر جھپٹا۔ دونوں اکھٹے زمین پر گرے۔ دھندلی ہوتی بصارت کے ساتھ اس نے پوری قوت سے برہان کے چہرے پر مکا دے مارا۔ خون میں سرخ ہوتا منظر دھندلا گیا۔

حسام نے گہری سانس لے کر کار سڑک کے کنارے روکی اور گردن موڑ کر زیان کو دیکھا۔ وہ چہرہ کھڑکی کی طرف موڑے لاتعلق تھا۔ بے دردی سے مارنے کی وجہ سے ہاتھ کی اوپری جلد پھٹ گئی تھی۔ پیشانی سے خون رس رہا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ کتنی مشکل سے میں نے یہ مسئلہ نمٹایا ہے۔ اگر وہ لڑکا مر جاتا تو؟"

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ زیان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"اتنا اوور ریکٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے وہی کہا جو سچ تھا۔"

زیان نے جھٹکے سے گردن موڑی۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر حسام پل کے لئے خاموش ہوا۔ اس کی سرخ آنکھوں میں کاٹ تھی۔

"میری ماں کے خلاف بولنے کا حق آپ کو بھی نہیں ہے۔" وہ دبی دبی آواز میں غرایا۔ ایک سلگتی ہوئی نگاہ اس پر ڈال کر نظریں پھیر لیں۔ حسام نے سر جھٹکا۔

"اوکے ریلیکس۔ ابھی ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں اور پھر۔۔"

"مجھے ممی کے پاس جانا ہے۔" انداز سپاٹ تھا۔ گویا ساتھ بیٹھے شخص کی ذات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ حسام نے ضبط سے اسے دیکھا۔ اتنی خواری کے بعد بھی ماں ہی یاد تھی۔ گہری سانس لے کر کار اسٹارٹ کی۔

"پرسوں تم واپس آؤ گے۔" اب لہجے میں رعونت بھرا تحکم تھا۔ انداز قطعی تھا۔

زیان کی آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا تھا۔ حلق میں اٹکے آنسو پیچھے دھکیلے۔

کہانا، وہ ہمیشہ سے بے بس رہا تھا۔

سائرہ نے پریشانی سے کلاک پر نظر ڈالی۔ دوپہر کے دو بج رہے تھے اور زیان ابھی تک سکول سے نہیں لوٹا تھا۔ تبھی موبائل بج اٹھا۔ اس نے تیزی سے دیکھا۔ کوئی انجان نمبر تھا۔ یکدم اس کے دل کو جیسے کسی چیز نے جکڑا تھا۔

"اسی لئے میں اسے تمہارے پاس نہیں رہنے دینا چاہتا تھا۔"

سائرہ سن رہ گئی۔ چہرے کی رنگت متغیر ہوئی۔ وہ زہر میں ڈوبی آواز بلاشبہ حسام ہی کی تھی۔

"تم جیسی عورتوں کے بیٹے یونہی رسوا ہوتے ہیں۔" وہ تنفر سے کہہ رہا تھا۔ لہجے کی کاٹ چھلنی کر دینے والی تھی۔

سائرہ کے قدموں سے جان نکلنے لگی۔ وہ وہیں صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔ سالوں کا خوف سامنے آگیا تھا۔ اس کے بیٹے کے سامنے اس کا کردار آگیا تھا۔ خشک آنکھوں میں وحشت اترنے لگی۔

"کیا اسی دن کے لئے اسے اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی تم؟ میں نے تمہیں کہا تھا کہ تمہارا حوالہ اس کا سر جھکائے گا اور میں صحیح ثابت ہوا۔"

راہداری سے قدموں کی چاپ ابھری۔ سائرہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو جیسے ساکت رہ گئی۔

وہ بیگ وہیں کہیں لان میں پھینک آیا تھا۔ سفید شرٹ پر جگہ جگہ خون لگا تھا۔ پیشانی سے نکلتا خون جم گیا تھا۔ بکھرے ہوئے بال، خون آلود ہاتھ، زخمی اور کرب میں ڈوبی آنکھیں۔

اسے دیکھ کر زیان کے قدم پل کے لئے منجمد ہوئے۔ صرف ایک نظر ساری کہانی بتا گئی۔ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے آگے آیا۔ سائرہ لب بھینچے اسے دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں بھرنے لگیں۔

زیان نے بناماں کو دیکھے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا۔

"یہ آخری دفعہ تھا جب آپ نے اس نمبر پر کال کی ہے۔ جب ناطہ توڑا تھا تو رابطہ بھی نہ رکھیں۔" ٹھنڈے لہجے میں باور کرواتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔ جھک کر موبائل سینٹرل ٹیبل پر رکھتے ہوئے سائرہ کو دیکھا۔

"انجان نمبر نہ اٹھایا کریں۔" نارمل لہجے میں کہا۔ کچھ دیر قبل کا غصہ غائب تھا۔

www.novelsclubb.com

اس پر جمی سائرہ کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو لڑھکنے لگے۔اس نے تڑپ کر اس کا زخمی ہاتھ تھاما۔بے قراری سے پیشانی کو چھوا۔اس کے ہاتھوں کی ٹھنڈک زیان کو اپنے اندر سرایت کرتی محسوس ہوئی تھی۔

"کیا ہوا تھا؟" آواز لرز رہی تھی۔چہرے پر پھسلتے آنسو اندر امڈتے کرب کی عکاسی کر رہے تھے۔

"نہ رویا کریں ممی پلیز۔" اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔وہ وہیں اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔سائرہ نے بے ساختہ اسے خود سے لگا لیا۔اب کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔شدید خوف تھا،جو اسے اپنے اندر امڈتا محسوس ہوا۔اسے لگا تھا کہ ایک بار پھر وہ اسے کھو دے گی۔

"میں بہت ڈر گئی تھی،زیان۔مجھے لگا تھا کہ تم کبھی نہیں آؤ گے۔"

زیان کا دل کسی الٹی برچھی سے کٹنے لگا۔اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔اپنی ماں کی اذیتوں کا وہ گواہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا ممی کہ میں دنیا کی باتوں میں آ کر آپ کو چھوڑ جاؤں گا۔ مجھے آپ پر یقین ہے، ٹرسٹ می۔ میں جانتا ہوں، آپ نے کچھ نہیں کیا۔ آپ سے بڑھ کر میرے لئے کوئی نہیں ہے۔" لمحے بھر کو رکا۔ سائرہ کی سسکیاں ویسے ہی گونج رہی تھیں۔

"You are nothing but a noble lady to me. "

اس کے لہجے کی مضبوطی نے سائرہ کو سن کر دیا۔ جس لمحے سے وہ ڈرتی تھی، وہ آ گیا تھا لیکن وہ ایسا ہو گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ وہ آہستگی سے اس سے علیحدہ ہوئی اور بھیگی آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ تکان سے مسکرایا۔ سائرہ مسکرا بھی نہ سکی۔ بھیگی نگاہیں اس کے زخم پر جم گئیں۔

"یہ کیا ہوا تھا؟"

زیان پل کے لئے خاموش رہ گیا۔

”میں پہلے وہ سب نہیں روک سکا تھا لیکن اب میں کچھ برداشت نہیں کروں گا۔“

اس کی آواز میں دھیمی سی آنچ تھی۔ سائرہ نے بدقت ابلتے جذباتوں کو روکا تھا۔

رب نے کیا لے کر کیا عطا کر دیا تھا۔

”لیکن میں نہیں چاہتی کہ تم یہ سب کیا کرو۔“

زیان نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

”تو کیا بے غیرت بن کر سب سنتا رہا کروں؟“

سائرہ نے آگے ہو کر ٹشو باکس سے ٹشو کھینچے اور نرمی سے اس کے زخم پر پھیرنے لگی۔ زیان ویسے ہی اس کی جھکی بھیگی پلکوں کو دیکھتا رہا۔

”مجھے لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہیں ہے زیان۔ جو چاہئے تھا، وہ مل گیا۔ اب کسی چیز کی تمنا نہیں ہے۔“

”مگر مجھے ہے۔“ وہ بے چین ہوا۔ وہ کیسے اپنی ماں کو یہ بات سمجھائے۔

"دنیا صرف باتیں ہی کرتی ہے، زیان۔ ہم چاہے جو بھی کریں، لوگ کبھی بھی ہم سے راضی نہیں ہوں گے۔ میں نے عرصہ ہوا لوگوں کی پرواکرنا چھوڑ دی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تم اس طرح کے کاموں میں خود کو انوالو کرو۔" اس کا لہجہ، بھیگا مگر پر سکون تھا۔ زیان نے بحث کا ارادہ ترک کر دیا۔

"آپ کو سب سے زیادہ ڈر کس چیز سے لگتا ہے؟" دھیرے سے پوچھا۔

"تمہیں کھونا سب سے بدترین ہے۔" ہمیشہ کی طرح وہی جواب آیا تھا لیکن آج اس جواب نے زیان کو سرشار نہیں کیا۔ وہ چند لمحے ماں کو دیکھتا رہا۔

"اور اگر کبھی آپ نے مجھے تنہا کر دیا تو؟"

سائرہ نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اکثر ایسے سوال کرتا رہتا تھا جس کی سائرہ کو بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی مگر وہ اسے جواب سے کر مطمئن کر دیتی تھی۔ لیکن اب وہ مضطرب ہوئی۔

www.novelsclubb.com

”ایسا کیوں سوچ رہے ہو؟“اس نے آہستگی سے اس کے زخمی ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ بھیگی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

”آپ نے پہلے بھی تو چھوڑا تھا۔“اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔بے اختیار پچھتاوا ہوا۔

سائرہ پر جیسے کسی نے ٹھنڈا پانی الٹ دیا۔وہ سن رہ گئی۔زیان نے نگاہیں چرالیں۔

”میں نے تمہیں تمہارے لئے چھوڑا تھا،زیان۔“اس کی آواز کپکپائی۔آنکھوں سے آنسو لڑھکنے لگے۔

”شائد آپ کے اس قدم نے میرے اندر وہ خلا چھوڑ دیا ہو جواب کبھی پورا ہی نہیں ہو گا۔“اس نے دھیرے سے کہا۔سائرہ اذیت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔وہ یہ کیوں کہہ رہا تھا؟وہ یہ اب کیوں کہہ رہا تھا؟

www.novelsclubb.com

کمرے میں پھیلے اندھیرے میں ماضی ڈوب گیا۔زیان نے بے اختیار گیلی ہوتی آنکھیں رگڑیں۔

”میں نے ہمیشہ آپ پر بھروسہ کیا تھا،آپ کیوں نہ میرا یقین کر سکیں؟“وہ زخمی سے انداز میں بڑبڑایا۔

******

پولیس اسٹیشن کی دیواروں پر عجیب سی کلفت چھائی ہوئی تھی۔راہداریوں سے گزرتے انسپکٹر ملک نے فائلز کا پلندہ دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا اور دروازے کے سامنے پہنچ کر گہری سانس لی۔بھاری دروازے پر لگی 'ایس پی عارب' کی تختی چمک رہی تھی۔اس نے دستک دیتے ہوئے ہینڈل گھمایا۔

شیلف سے فائل نکال کر عارب پلٹا اور سر کو خم دیا۔سیاہ یونیفارم میں بال جیل سے پیچھے کو جمائے وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور فائل رکھتے ہوئے سر اٹھایا۔انسپکٹر ملک مودب سا کھڑا تھا۔

"کہو۔"

ملک نے جھک کر فائلز میز پر رکھیں اور سیدھا ہو کر پیچھے ہٹا۔

"میں زیان ارتضی کی پچھلے تین ہفتے کی ساری ڈیٹیلز نکلوا چکا ہوں۔ وہ اپنی جی پی ایس واچ سے سارا ڈیٹا ضائع کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ ٹرانزیکشن کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں ملا۔ البتہ اس کے فادر نے کچھ رقم ہر مہینے کی طرح اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کی ہے، جسے اس نے ہمیشہ کی طرح استعمال نہیں کیا۔ مزید یہ کہ اس کی میڈیکل رپورٹس میں تبدیلی کی گئی ہے۔ میں نے اس کا بلڈ سیمپل لیبارٹری میں بھیجا اور گیس واٹ؟" اس نے کاغذ اس کے سامنے رکھا۔ عارب نے نگاہیں جھکائیں۔ ضبط کا پیمانہ چھلکنے لگا۔

"اس کے خون سے آرسینک کے ذرات ملے۔ دو دن لگاتار اتنی کم مقدار میں زہر دیا گیا، جو کہ نقصان دہ نہیں تھا۔ اب وہ ٹارگٹ تھا یا پھر اس نے خود کو ہی زہر دیا ہے، یہ پتہ نہیں چل سکا۔"

عارب لبوں پر مٹھی خاموشی سے سن رہا تھا۔اندر امڈتے جذبات واضح نہیں تھے۔

ملک کے خاموش ہونے پر سر کو خم دیا۔

"ٹھیک ہے۔میں دیکھتا ہوں۔تم اس پر نظر رکھتے رہو۔اسے اس نگرانی کے بارے میں پتہ نہیں لگنا چاہیے۔وہ جس سے بھی ملے گا،اس کی ڈیٹیلز بھی نکلواؤ۔"

ملک نے اس نئی ہدایت پر سر ہلایا اور سیلیوٹ کرتا مڑ گیا۔عارب چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر موبائل اٹھالیا۔

"السلام علیکم۔"مائعزم کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔عارب بے اختیار چونکا۔اس کی آواز بھاری اور زکام زدہ سی تھی۔

"وعلیکم السلام۔تم ٹھیک ہو؟"

"ہاں،بس فلو کا مسئلہ ہو رہا تھا۔"اس نے سنبھل کر جواب دیا۔"تم بتاؤ،خیریت ہے؟"

جواباً عارب اسے سب بتاتا گیا جو ملک نے اس تک پہنچایا تھا۔ دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔

”یعنی کہ ایکسیڈنٹ کے بعد سے ابھی تک اس نے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ دوسری بات یہ کہ، اس کی رپورٹس کس نے بدلی ہیں؟“

”آف کورس، اس نے خود۔“ عارب نے تلخی سے سر جھٹکا۔

”ہوں، مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ کچھ ہے جو وہ چھپا رہا ہے۔“

”وہ سب کچھ چھپا رہا ہے۔ پچھلے تین ماہ سے جو بھی ہو رہا ہے، یہ اتفاق نہیں ہے۔ تمہارے اور انابیہ کے حادثے نے یہ شک میرے اندر ڈالا اور زیان کے ایکسیڈنٹ نے اسے یقین میں بدل دیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ کسی سوچی سمجھی سکیم کے تحت نشانہ بنایا گیا ہے۔ لیکن اس کی بھلا کس سے دشمنی ہو سکتی ہے؟“ یہیں آکر وہ الجھ جاتا تھا۔

"انابیہ کے آنے کا انتظار کر لیتے ہیں۔ایک دفعہ وہ آجائے پھر مل کر دیکھتے ہیں۔کل آرہی ہے نا؟"

"ہاں۔تم چلو گی؟"

"آف کورس۔"

الوادعی کلمات کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔موبائل رکھتے ہوئے گہری سانس لے کر آنکھیں مسلیں۔

"what you are upto?" وہ الجھے ہوئے انداز میں بڑبڑایا تھا۔

www.novelsclubb.com

******

کمرے میں چھائی خاموشی دبیز ہو رہی تھی۔بیڈ پر کتابیں بکھیرے وہ سر جھکائے ہائی لائیٹ کر رہی تھی۔لمبے بال چہرے کے اطراف گر رہے تھے۔آنکھوں میں ہلکی سی سرخی تھی۔

**"تم جیسی لڑکیاں صرف انٹر نیشنل یونیورسٹی کے خواب ہی دیکھ سکتی ہیں۔"**

اس نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔ مٹھی میں زور سے پین جکڑا۔

اس یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا اس کا خواب تھا۔ ایک ایسا خواب جو اسے راتوں کو ڈرا دیتا تھا۔ تھک کر اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔ وقت آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف سرکنے لگا۔

وہ ایک ننھی سی لڑکی تھی جس نے بالوں کو ہئیر بینڈ میں جکڑ رکھا تھا۔ گالوں میں سرخی گھلی ہوئی تھی۔ سینٹرل ٹیبل پر کلرنگ بک رکھے کلر کر رہی تھی۔

"بھئی، صیغم نے تو اس دفعہ پہلی پوزیشن لی ہے۔ بڑا ہی محنتی بچہ ہے میرا۔" دادی اونچی آواز میں فون کرتے ہوئے کسی کو سنا رہی تھیں۔ زمل ان سنی کیئے اپنے کام کی طرف متوجہ تھی۔ پاس بیٹھی مہر اپنا ڈول ہاؤس سیٹ کر رہی تھی۔

"ارے کہاں؟" دادی نے ناک سے مکھی اڑائی۔ "چوتھی پوزیشن ہے اس کی۔" ساتھ ہی قہر آلود نگاہ زمل پر ڈالی۔ آنکھوں میں کرختگی ابھر آئی۔

"باپ سارا سعودیہ میں ہلکان ہوتا رہتا ہے اور یہ ماں بیٹیاں بس عیش میں اڑا دیتی ہیں۔ جب ماں نے دھیان نہ دینا ہو تو بچوں کا یہی حال ہوتا ہے۔" وہ جلے کٹے انداز میں کہہ رہی تھیں۔

زمل کے ہاتھ کی حرکت سست ہوئی۔ گولڈن براؤن آنکھوں میں تذبذب سا اُمڈ آیا۔ گردن موڑ کر دادی کو دیکھا پھر کچن کے کھلے دروازے کے پار جہاں اس کی ماں مصروف تھیں۔

"ارے رہنے دو۔ یہ لڑکیاں تو کسی کام کی نہیں ہوتیں، ایسے ہی نہیں ماں باپ پر بوجھ بن جاتیں۔ اب یہ صیغم بھی تو ہے۔ مجال ہے جو کبھی شرمندہ کیا ہو۔" ان کے انداز میں تفاخر در آیا۔

www.novelsclubb.com

زمل کلرنگ کرتے ہوئے سن رہی تھی۔ پلکوں میں لرزش اتر آئی۔ الفاظ سماعتوں کے ذریعے ذہن میں زہر انڈیل رہے تھے۔

"کیا میں جان سکتی ہوں کہ میری بیٹیوں نے آپ کو کہاں شرمندہ کروایا ہے؟"

عالیہ کی برف سی آواز پر زمل نے بے اختیار سر اٹھایا۔ وہ سپاٹ تاثرات کے ساتھ دادی کو دیکھ رہی تھیں۔

"فخر کا موقع بھی کبھی نہیں دیا۔" انہوں نے چمک کر جواب دیا۔

عالیہ نے تاسف سے انہیں دیکھا پھر زمل کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"چلو بیٹا، ہوم ورک کرنا ہے۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے اس کے آگے رکھے کلرز سمیٹ رہی تھیں۔ دادی نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔

"امی دادی کو ہم سے پیار کیوں نہیں کرتیں؟" کمرے میں آتے ہی اس نے پہلا سوال یہی کیا تھا۔ عالیہ نے پل کے رک کر اسے دیکھا۔

”ایسا نہیں ہے۔وہ تم سے بھی تو بہت پیار کرتی ہیں۔“انہیں خود بھی اپنے جھوٹ کا اندازہ تھا۔

”وہ صیغم سے کرتی ہیں،امی۔“زمل نے جیسے ماں کو سمجھایا تھا۔وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

”انہوں نے کہا تھا کہ میری پوزیشن نہیں آئے گی۔“اس کی آواز میں اداسی در آئی۔عالیہ کے دل کو دھکا سا لگا۔

”کب؟“بے اختیار لبوں سے پھسلا۔

”کل صیغم ان سے ملنے آیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ جینئس ہے۔میں اور مہر اس کے جیسے کبھی نہیں ہو سکتیں۔“وہ اضطرابی انداز میں کتاب کا کونا موڑ رہی تھی۔

”ایسا کچھ نہیں ہے،زمل۔“انہوں نے اسے بازوؤں میں بھینچ کر سینے نے سے لگالیا۔”میری بیٹی بہت جینئس ہے۔بہت کچھ کر سکتی ہے۔“

ایک بے اختیار سا آنسو ٹوٹ کر ان کے چہرے پر بہہ گیا۔ دو بیٹیوں کے بعد سے یہی لعن طعن تھی جو انہیں اپنی ساس کی طرف سے مل رہی تھی۔ وہ اعظم کو اس سے بے خبر رکھتی تھیں، لیکن اب یہ زہران کی بیٹیوں تک منتقل ہو رہا تھا۔ اب زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

ایک جھٹکے سے صفحے پلٹے اور حال پر پہیہ آ کر رک گیا۔

"آپ کیوں چلی گئیں، امی؟ میں کیسے خود کو سنبھالوں؟" وہ گیلی آنکھوں کے ساتھ بڑبڑائی۔

دو سال ہو چکے تھے مگر تکلیف آج بھی اسی شدت سے اندر موجود تھی۔

******

شوٹنگ کلب میں اس وقت زیادہ رش نہیں تھا۔ ایک لین میں کھڑے پتلوں میں سے ایک کے آگے وہ کھڑا تھا۔ سن گلاسسز لگائے، بازو لمبا کئے وہ مکمل اپنے ٹارگٹ

کی طرف متوجہ تھا۔ایک نظر فاصلے پر ڈالی۔دو سو گز کی رینج تھی۔گلاگ جی فورٹی ون کے ٹریگر پر انگلی رکھی۔گہری سانس کھینچی اور دباؤ بڑھا دیا۔فائر ہوا اور پتلے کے دل میں سوراخ ہو گیا۔ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔اگلے ہی لمحے اس نے اینگل ذرا سا بدلا اور پے در پے فائر کیے۔پتلے کی پیشانی میں ایک قطار میں تین گولیاں اتر چکی تھیں۔

تبھی عقب سے شور گونجا۔زیان نے پستول نیچے کیا اور سن گلاسسز شرٹ کے گریبان پر اٹکائے اور سکون سے پلٹا۔

"واٹ آ سرپرائزینگ مین۔" آئی جی حسین نے گرم جوشی سے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ویسے ہی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"کیا تمہاری موجودگی میں اتفاق سمجھوں؟" انہوں نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"دنیا میں اتفاق کم ہی ہوتے ہیں، سر اور میرے کیس میں تو بالکل بھی نہیں ہوتے۔سب مالک کی پلاننگ ہوتی ہے۔" اس نے کندھے اچکائے۔انداز میں

www.novelsclubb.com

بے نیازی دکھتی تھی۔ حسین نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ جو پستول کو انگلیوں میں گھمارہا تھا۔

"تو پھر تمہیں میرا اشیڈیول کیسے پتہ؟" انہوں نے ابرو چکائے۔

"معروف بزنس ٹائیکون کا بیٹا ہونا اور آئی جی کے بیٹے کا کلاس فیلو ہونا اکثر مدد کر جاتا ہے۔"

وہ بے ساختہ مسکرائے۔ انہوں نے اپنے سیکرٹری کو جانے کا اشارہ کیا۔ سٹاف ہٹ گیا۔ زیان ان کی معیت میں درخت کے نیچے لگے شیڈ تلے آبیٹھا۔ وہ ہاتھ باہم ملائے آگے ہوئے۔

"تو کہو۔ کیا بات ہے؟"

"ایک فیور چاہیے۔"

"یہ تم میرے گھر پر بھی کہہ سکتے تھے۔" انہوں نے حیرت سے کہا۔

"بس کچھ مجبوریاں ہیں۔میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھے آپ کے ساتھ دیکھے۔" وہ پیچھے کو ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔بال دائیں طرف سے بکھرے، گرمی کی حدت سے سرخ پڑتے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"اور یہاں جو دیکھ لیا؟"

"کیوں آئی جی صاحب؟ میں تو یہاں پچھلے ایک گھنٹے سے شوٹنگ کر رہا ہوں۔اب یہ تو محض اتفاق ہے کہ آپ یہاں آ گئے۔اور میرے کال ریکارڈ سے تو آپ کو بالکل بھی اپنے بیٹے کا نمبر نہیں ملے گا، ویسے بھی میرا موبائل آج کل گڑبڑ کر رہا ہے۔سو ہمارا ٹکرانا ایک اتفاق ہے۔ایک ان چاہا تصادف۔" وہ تیکھے سے انداز میں مسکرایا تھا۔وہی مسکراہٹ جو پرانے زیان ارتضی کی خاصیت تھی۔

حسین نے محظوظ انداز میں سر کو خم دیا۔یہ لڑکا ہمیشہ انہیں متاثر کرتا تھا۔

"کہو پھر کون سا فیور چاہیے۔"

”مجھے ایک کیس سے جڑی فائل چاہیے۔نہ صرف فائل بلکہ ہر وہ چیز جو اس کیس سے منسلک ہے۔“

”تم عارب سے کہہ سکتے تھے۔“انہوں نے تعجب سے کہا۔

”میں عارب کو انوالو نہیں کرنا چاہتا۔“اس کا انداز دوٹوک تھا۔

حسین نے پیچھے کو ٹیک لگائی اور بغور سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا یوں جیسے اسے پڑھنا چاہ رہے ہوں۔

”کون سا کیس؟“انہوں نے فی الوقت باقی سوالات کو منسوخ کر دیا۔

زیان نے گہری سانس لی۔

”تین ہفتے پہلے ایک نوجوان کو اغوا کیا گیا تھا۔دانیال ابرار۔تین ہفتوں میں جو بھی انویسٹی گیشن ہوئی ہے،مجھے ان کی ڈیٹیلز چاہیے۔“اس کے لہجے میں تحکم نہیں تھا،بس سنجیدگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میرا اگلا سوال تم جانتے ہو۔ تمہیں کیوں چاہیے؟"

زیان کے تاثرات لمحے کے لئے متغیر ہوئے۔ کوئی سنسنی سی لہر اسے خود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔ بے بسی کے نئے احساس نے اسے جکڑ لیا۔ بمشکل ہمت مجتمع کی۔

"میں دانیال کو جانتا تھا۔ وہ میرے سینئر کا کزن تھا۔ کچھ پارٹیز پر اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بھی انجینئر تھا۔ ہم دونوں رابطے میں رہتے تھے۔ اس کے ساتھ جو بھی ہوا، اس نے مجھے ڈسٹرب کیا۔ سو میں اس کا کیس اسٹڈی کرنا چاہتا ہوں۔" روانی میں ایک ہی سانس میں وہ اعتماد سے اپنی گھڑی کہانی سناتا گیا۔

"تین ہفتے بعد؟" انہوں نے ابرو چکایا۔

زیان نے ضبط سے گہری سانس لی۔

"اس سے پہلے میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، سر۔" اس نے تحمل سے یاد کروایا۔ نامحسوس انداز میں مٹھیاں بھینچ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"اوہ ہاں، ذہن سے نکل گیا۔" انہوں نے پیشانی کو چھوا۔ "ٹھیک ہے، تمہیں فائل مل جائے گی۔ اور میں جانتا ہوں، ڈائیریکٹ نہیں دینی سو میرا ڈرائیور پہنچا دے گا۔"

"میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا نام نہ لیں۔ پارسل پر..." اس نے لمحے کے لئے رک کر سوچا۔ "جو لکھنا ہے، اس کی ڈیٹیلز میں بھیج دوں گا۔"

حسین نے سر کو خم دیا۔

"تھینک یو، سر۔ میں اسے یاد رکھوں گا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے انابیہ کو بچایا تھا، میرے لئے یہی کافی ہے۔"

زیان پل کے لئے اپنی جگہ تھم گیا۔ کوئی بھی تبصرہ کئے بغیر سر جھٹکتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ حسین کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ کچھ تھا جو اس میں بدل گیا تھا۔

******

لاؤنج میں بیٹھی سائرہ سر جھکائے کتاب کے صفحے الٹا رہی تھیں۔ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے وہ پر سکون لگ رہی تھی۔ فضا میں چھائی خاموشی دبیز ہو رہی تھی جب کچن سے کچھ کھٹکا۔ انہوں نے چونک کر گردن گھمائی۔ کچھ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

کچن کی صلیب پر کچھ رکھا تھا۔ انہوں نے بے ساختہ دیوار گیر کھڑکی کو دیکھا جس میں ہلکی سی درز کھلی رہ گئی تھی۔ آنکھیں سکیڑے آگے آئیں اور وہ ڈبیاں اٹھالیں۔ وہ بخار اور بی پی کنڑول کرنے کی میڈیسنز تھیں۔

پل کے لئے سائرہ خالد کا دل بری طرح دھڑکا۔ بے قراری سے آگے آئیں اور کھڑکی کے پٹ کھول دیئے۔ وہ سڑک کا عقبی حصہ تھا جو کہ اب ویران تھا۔

آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔ لب بھینچ کے سسکیاں روکیں۔ وہ ماں تھیں۔ لمحوں میں لمس پہچان گئی تھیں۔ انہوں نے وہ ادویات ویسے ہی رکھ دیں اور تھکے قدموں سے باہر نکل آئیں۔ چند لمحے موبائل کو دیکھتی رہیں پھر نمبر ملا لیا۔ چند گھنٹیوں بعد کال اٹھا لی گئی۔

"اسلام علیکم، آپا۔" زرینہ کی نرم آواز ابھری۔

"وعلیکم السلام، زری۔ کیسی ہو؟" صوفے پر پیچھے کو ٹیک لگائے انہوں نے آنکھیں موند لیں۔

"الحمداللہ۔ خیریت آپ نے بے وقت کال کی؟" دوسری طرف زرینہ محتاط انداز میں بول رہی تھیں۔

"وہاں سب ٹھیک ہے؟" انہوں نے آہستگی سے پوچھا۔

چند لمحوں کی خاموشی چھا گئی۔

"آپ خوامخواہ فکر..."

"زری، یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" مستحکم لہجے میں بات کاٹی۔ "اور تم ہر دفعہ یہ کوشش کرتی ہی کیوں ہو؟"

"جب آپ نے اسے چھوڑ دیا ہے تو فکر مند کیوں ہوتی ہیں؟" کچھ پلوں بعد زرینہ تلخی سے بولیں۔

سائرہ کی آنکھوں میں جلن ہونے لگی۔ دل کو کاٹ دینے والی تکلیف پھر رگوں میں سرایت کرنے لگی۔

"یہ آپ پہلی دفعہ نہیں کر رہیں، آپا۔ وہ چار سال کا ہو یا چوبیس کا، آپ کے لئے ہمیشہ اسے چھوڑنا اتنا آسان کیوں ہوتا ہے؟"

سائرہ نے کرب سے مٹھی بھینچی۔ بند آنکھوں کے کنارے گیلے ہونے لگے۔ مگر وہ خاموش رہیں۔

”سب ٹھیک ہے یہاں۔آپ فکر مند مت ہوا کریں۔“زرینہ نے اب کہ نرمی سے کہا مگر لہجے میں وہی خفگی تھی۔

سائرہ نے بنا کچھ کہے کال کاٹ دی۔دھندلی پڑتی آنکھیں کھولیں۔نظریں اپنے ہاتھوں پر جھکائیں۔اگلے ہی لمحے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

وقت پیچھے کو سرکتا گیا۔

”تم سے اتنی بزدلی کی امید نہیں تھی سائرہ۔“بھاری سنجیدہ آواز گونجی۔مکرم صوفے پر پیچھے کو بیٹھے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔ان کی آنکھوں میں واضح تاسف تھا۔

www.novelsclubb.com

”وہ ٹھیک ہے؟“انگلیاں چٹخاتے ہوئے سائرہ نے نظریں اٹھائیں۔

”ٹھیک؟“مکرم نے استہزائیہ سر جھٹکا۔”ایک چار سال کے بچے کو اس کی ماں چھوڑ جائے،وہ ٹھیک ہو گا؟زرینہ نے بہت مشکل سے اسے سنبھالا ہے۔“

سائرہ نے تڑپ کر اپنے سسر کو دیکھا۔ سرخ ہوتی آنکھیں گھنٹوں رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ آنسو پھر ٹوٹنے لگے۔ مکرم بے اختیار نادم ہوئے۔

"آئی ایم سوری بیٹا۔ میں کچھ نہیں کر سکا۔" وہ شکستگی سے بولے۔ سائرہ نے ہاتھ سے چہرہ رگڑا اور سر اٹھایا۔ آنکھوں میں حزن کی نمی چمک رہی تھی۔

"مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے بابا۔ بس زیان کا خیال رکھئے گا۔" اس کی آواز اب بھی ضبط سے لرز رہی تھی۔

مکرم نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"تمہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے سائرہ۔ لیکن میں ایک بات نہیں سمجھ پا رہا۔" وہ ہاتھ باہم ملائے آگے ہوئے۔ سائرہ نے سوالیہ ابرو چکائی۔

"کیا یہ تمہارے لئے اتنا آسان تھا؟ کیا ایک ماں کے لئے اپنے بیٹے پر گو اپ کر دینا اتنا آسان ہوتا ہے؟" وہ واقعی نہیں سمجھ پا رہے تھے۔

سائرہ نے کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

یہ کتنا آسان تھا، یہ صرف وہ جانتی تھی یا اس کا رب۔ دنیا تو اب بھی اسے ہی موردِ الزام ٹھہرا رہی تھی۔

''ہفتے میں صرف دو دن بابا۔'' اس نے انگلیاں اٹھائیں۔ آنکھوں میں اذیت کی رمق تھی۔ ''کیا دو دن میں اس کی پیاس بجھ جائے گی؟ میں نے دیکھا تھا کہ وہ واپس نہ جانے کے لئے کیسے تڑپا تھا۔ ہر ہفتے میں اسے اس جہنم سے نہیں گزار سکتی۔ بچہ ہے، بھول جائے گا۔'' اس نے جیسے خود کو یقین دلایا تھا۔

مکرم اسے دیکھتے رہ گئے۔ وہ اتنی آسانی سے کیسے کہہ رہی تھی؟

''کیا صرف یہ وجہ ہے؟'' انہوں نے بغور اس کا زرد چہرہ دیکھا۔ جہاں سوال پر شکستگی چھا گئی تھی۔

”کیا میرا حوالہ اس کے لئے کبھی قابل فخر ہو گا؟ ابھی اسے ان باتوں کی سمجھ نہیں ہے لیکن جیسے جیسے بڑا ہو گا، میرا نام صرف اس کی غیرت پر تازیانہ بن کر لگے گا۔ آپ نہیں جانتے کہ مجھ سے کیا چھین لیا گیا ہے۔“ چہرے پر ٹوٹتے آنسو ہاتھوں کے پیالے میں گرنے لگے۔

مکرم کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔ کیوں وہ اتنے بے بس ہو گئے تھے؟ کیوں وہ سب نہیں روک سکے؟

سائرہ نے ہاتھ کی پشت سے گال رگڑا اور گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔

”میں جانتی ہوں بابا کہ اس کے سارے راستے مجھ تک آتے ہیں۔ وہ لوٹ آئے گا۔ کل یا پھر سالوں بعد۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آ جائے گا۔“

وہ آ گیا تھا لیکن سائرہ خالد نے پھر اسے کھو دیا تھا۔ آخر کیوں وہ دونوں اس زیاں اور حاصل کے مدار سے آگے نہیں نکلتے تھے؟

وہ ڈور بیل کی آواز تھی جس نے سائرہ کا ارتکاز توڑا تھا۔

ٹشو باکس سے ٹشو کھینچتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ وہ جانتی تھیں کہ کون ہو گا۔ لبوں پر تکان زدہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ڈیئرسٹ ممانی۔ کیسی ہیں آپ؟" عارب مسکرا کر کہتا ان کے سامنے جھکا۔

زیر لب دعا دیتی انہوں نے اس کی پیشانی چومی۔

"آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں؟" اس نے بغور ان کی متورم آنکھیں دیکھیں۔

سائرہ نے بے اختیار نظریں چرائیں۔

"بس سر میں ہلکا سا درد تھا۔ تم بتاؤ، آج کیسے رستہ بھول پڑے؟"

عارب مسکرا کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ واضح تھا کہ وہ اس گھر سے کافی مانوس تھا۔

سائرہ نے دھیمی مسکان کے ساتھ اسے جاتے دیکھا۔

"آپ کی بہو آرہی ہے پرسوں۔" اس نے جیسے جھرجھری لیتے ہوئے کیبنٹ کھولا۔ میز کے گرد بیٹھی سائرہ ہلکا سا ہنس دیں۔

"ڈگری مکمل ہوگئی اس کی؟" وہ گال تلے مٹھی رکھے اسے چائے بناتے دیکھ رہی تھیں۔ فروٹ باسکٹ سے انگور توڑتے ہوئے عارب نے منہ میں رکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو یہ تو اچھا ہو گیا۔ مجھ سے ملوانے کب لاؤ گے؟"

عارب نے فرصت سے کاؤنٹر سے ٹیک لگائی۔ نظریں ابلتے پانی پر جمی تھیں۔ ہاتھوں میں ٹی بیگ گھما رہا تھا۔

"جلد ہی۔ اصل میں گھر میں ماموں کا کوئی بزنس ڈنر ہے سو فی الحال وہی مصروفیات ہیں۔"

سائرہ ویسے ہی خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

"مائعزم بھی کل آئی تھی۔" انہوں نے بات بڑھانی چاہی۔ عارب نے جھک کر آنچ مدھم کی اور ان کی مقابل کرسی پر بیٹھا۔

"آپ کیا چھپا رہی ہیں ممانی جان؟" بغور اب نہیں دیکھ رہا تھا۔

"ارے کچھ نہیں ہوا، لڑکے۔ تم اپنی جاسوسیاں مجھ پر نہ آزمایا کرو۔" انہوں نے خفگی سے اسے دیکھا۔ لب دانتوں سے دبائے عارب نے ابرو چکائے۔ آنکھوں میں محظوظ سی چمک ابھری۔

"مائعزم کل آپ سے ملی تھی اور آپ بیمار تھیں۔ اس نے زیان کو بتادیا اور وہ میڈیسنز لئے گھر آیا لیکن آپ سے نہیں ملا۔ ہے نا؟"

سائرہ پل کے لئے لاجواب ہوئیں۔ چہرے پر بے بسی پھیلی۔ خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔

www.novelsclubb.com


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا رشتے اتنے ارزاں ہوتے ہیں ممانی جان کہ ان کے لئے لڑا نہ جائے؟" وہ جیسے اداسی سے پوچھ رہا تھا۔

سائرہ نے بے اختیار مٹھیاں بھینچیں۔ کئی منظر آنکھوں کے سامنے لہرائے۔ کئی جھٹک دیئے۔ آنکھوں میں تکان بھرا کرب جاگنے لگا۔

"جب غلطی ہی ہماری ہو تو کیا لڑنا؟" ان کی آواز میں زمانوں کی شکستگی تھی۔

عارب نے گہری سانس لی۔

"آپ کی غلطی صرف اتنی ہے کہ جو بھی ہوا، وہ آپ نے ہم سب سے چھپا لیا۔ کچھ ایسا جو زیان بھی نہیں جانتا۔"

سائرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں خوف لہرایا۔ چہرے پر بے بسی در آئی۔

"مجھ سے وہ سوال نہ کرو عارب، جن کے میں جواب نہ دے سکوں۔" آواز تکان زدہ تھی۔

"میں نہیں جانتا کہ آپ دونوں کے درمیان کیا ہوا ہے لیکن حالات ویسے نہیں ہیں جیسے دکھ رہے ہیں۔ایسی کوئی غلطی نہ کریں جو سب ختم کر دے۔"

وہ ملال سے کہتا، اٹھ کر کوکنگ رینج کی طرف بڑھ گیا۔سائرہ بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہیں۔عارب نے بھاپ اڑاتا مگ ان کے آگے رکھا اور کرسی گھسیٹی۔

"آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کھو گئی ہیں؟"

مگ کے کنارے انگلی پھیرتی سائرہ کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"مجھے یقین ہے۔"

عارب نے تاسف سے انہیں دیکھا۔پھر سر جھٹک کر اپنا مگ اٹھالیا۔

"وہ تمہارے ساتھ ٹھیک ہے؟" چند پلوں کی خاموشی کے بعد سائرہ نے مدھم سے لہجے میں پوچھا۔

چائے کا گرم مائع عارب کے حلق کو جلا گیا۔ آنکھوں میں پانی بھر گیا۔ سائرہ بغور اسے دیکھ رہی تھیں۔ دل نئے سرے سے درد میں گھر گیا۔ اس نے گہری سانس کھینچی اور سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ آنکھوں میں تکلیف کی لہریں اٹھنے لگیں۔

"اگر آپ اپنے آپ کو کھو چکی ہیں تو سلامت خود کو وہ بھی نہیں رکھ سکا۔"

بس وہ ایک فقرہ تھا جس نے سائرہ کو پھر اسی اذیت میں دھکیل دیا۔ ان کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔

جو انہوں نے اس کے ساتھ کر دیا تھا، اس کی تلافی وہ ساری زندگی نہیں کر سکیں گی۔

******

آفندی ہاوس کے کشادہ ڈارئنگ میں سیگریٹ کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔راکنگ چیئر پر وہ آگے پیچھے جھولتا کسی گہری سوچ میں گم لگتا تھا۔کلائی پر بنا زخم ہنوز رس رہا تھا جیسے اسے دوبارہ ادھیڑا گیا ہو۔

دفعتاً ہیل کی ٹک ٹک گونجی اور پرفیوم کی خوشبو پھیل گئی۔اعتزاز نے گہری سانس بھر کر سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلا اور سر اٹھا کر ملائکہ کو دیکھا جو پر سکون قدموں میں رکھتی بیٹھ رہی تھی۔

"کہو،کیوں ملنا چاہتی تھیں؟"اس کے انداز میں سنجیدگی تھی۔ملائکہ ہاتھوں کو باہم ملائے سیدھی ہوئی۔

"کچھ سوالوں کے جواب چاہیئں۔" بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھے وہ مطمئن لگ رہی تھی۔

"اور میں جواب دے دوں گا؟"اس نے ابرو چکائی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں دینا پڑے گا۔ ہم ٹیم ہیں۔"

اعتزاز نے محظوظ انداز میں سر کو خم دیا۔

"پوچھو۔" وہ ٹیک لگائے پیچھے ہوا۔

"زیان کو کب سے جانتے ہو؟" اندر تک اترتی نگاہیں اس کے چہرے پر گڑی تھیں۔

"ڈیڑھ سال سے۔" اس کے گلاسسز سے جھلکتی آنکھوں میں برف سا تاثر تھا۔

ملائکہ بے اختیار سیدھی ہوئی۔ آنکھوں میں حیرانی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"جب سے اس نے۔۔"

"میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔" سپاٹ انداز میں اس کی بات مکمل کی۔

چند لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔ دھوئیں کے اٹھتے مرغولے ساکن ہو گئے۔ وہ سانس روکے اسے دیکھے گئی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔"تم اس لئے بدلہ نہیں لے رہے۔تم نے اپنے بھائی کے مرنے کے ایک سال بعد مجھ سے رابطہ کیا تھا۔جب تمہارے فادر کی ڈیتھ ہوئی تھی۔"

اعتزاز نے تنفر سے سر جھٹکا۔

"مجھے میرے باپ نے بدلہ لینے سے روکا تھا۔جب انہیں بھی مار دیا گیا تو میں آزاد تھا۔"

"مار دیا گیا؟"اس نے ابرو چکائی۔

"انہیں بھی ارتضی نے قتل کیا تھا۔"اس کی آنکھوں میں لہو کا رنگ نمایاں ہوا۔ پیشانی کی رگیں تن گئیں۔

ملائکہ اپنی جگہ سن بیٹھی رہ گئی۔پیشانی پر نامحسوس انداز میں قطرے چمکنے لگے۔

"وہ دو قتل کر چکا ہے؟"وہ بے یقینی کے عالم میں بڑبڑائی۔

"تین۔" اعتزاز نے تصحیح کی۔ "ایک تو تمہارے سامنے کیا تھا۔ بھول گئیں؟"

ملائکہ جھرجھری لے کر پیچھے ہوئی۔ وہ ابھی تک شل تھی۔

"تم اسے مال کے لئے راستے سے ہٹانا چاہ رہی ہو اور میں انتقام لے رہا ہوں۔ ایک بات طے ہے، اس کا انجام میرے ہاتھوں ہی لکھا ہے۔"

کاٹ میں ڈوبے الفاظ فضا میں گھٹن بھر گئے۔ ملائکہ لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ اسے مارنے کے بعد اس کا باپ خاموش بیٹھے گا؟"

اعتزاز استہزائیہ انداز میں مسکرا دیا۔

"بس دیکھتی جاؤ۔"

******

www.novelsclubb.com

اسلام آباد انٹر نیشنل ائیر پوٹ پر لوگوں کا جمِ غفیر تھا۔ بھانت بھانت کی بولیاں اور عجلت میں گزرتے لوگ۔ ایسے میں آرائیول کے ہال میں ایک ستون کے گرد وہ تینوں کھڑے تھے۔ منتظر نگاہیں گیٹ پر جمی تھیں۔

"اسے کال ہی کر کے پوچھ لو۔" مائعزم نے گردن موڑ کر عارب کو دیکھا۔ جوان تینوں میں سب سے بیزار لگ رہا تھا۔ انتظار کرنا اس کے لئے سب سے کٹھن تھا۔

"موبائل بند ہے محترمہ کا۔ تم سب مل کر مجھے ہی کیوں تنگ کرتے ہو؟" اس نے بے بسی سے پیر پٹخا۔

پلر سے ٹیک لگائے زیان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ ابرو چکائے۔ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"تمہارا ہر جملہ مجھے اپنے لئے کیوں محسوس ہوتا ہے؟"

”کیونکہ وہ تمہارے لئے ہی ہوتا ہے۔“ عارب نے تپ کر کہا۔ زیان نے سر جھٹک دیا۔

”تم اس وقت کیا کرو گے عارب، جب مجرم زبان ہی نہیں کھولیں گے، صبر تو تم میں ذرا سا بھی نہیں ہے۔“ مائعزم نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔ اسکارف لپیٹے آنکھوں میں سکون سا تھا۔

”تمہیں اور اپنی بیوی کو برداشت کر لیتا ہوں تو ان کا بھی کچھ نہ کچھ کر ہی لوں گا۔“ مائعزم کا چہرہ سرخ ہوا۔ ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔ زیان نے بے اختیار امڈتی مسکراہٹ دبانے کے لئے چہرہ پھیر لیا۔ تبھی اسے وہ نظر آ گئی۔

”انابیہ۔“ زیان نے اونچی آواز میں پکارتے ہوئے ہاتھ ہلایا۔ عارب بے اختیار پلٹا۔

ٹرالی دھکیلتی وہ لڑکی زیان اور عارب کی ہم عمر لگ رہی تھی۔ سفید لانگ اسکرٹ پہنے اس نے پرس کی زنجیر کندھے پر اٹکا رکھی تھی۔ بینگز کی صورت میں کٹے بال ماتھے پر گر رہے تھے۔

**وہ انابیہ عثمان تھی۔ اپنے ہنر میں مہارت رکھتے ہوئے کئی گھتیاں سلجھانے والی تھی۔**

"رات کو موبائل چارج کر لیا کریں مسز۔" عارب نے ٹرالی اس سے لی اور آگے بڑھ گیا۔ مائعزم سے گلے ملتی انابیہ نے ناراضی سے اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر زیان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کیا حال احوال ہیں؟" وہ کافی ہنس مکھ سی لگ رہی تھی۔ چہرہ گرمی کی حدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

زیان نے مسکرا کر سر خم دیا اور عارب کی معیت میں آگے بڑھ گیا۔ انابیہ کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

"میری غیر موجودگی میں کچھ ہوا ہے کیا؟" اس نے گردن موڑ کر ساتھ چلتی مائعزم کو دیکھا۔ آنکھیں سکیڑے اس کے انداز میں تفتیش تھی۔ مائعزم نے گہری سانس لے کر ماتھے کو چھوا۔

آخر کیوں وہ ایک دوسرے کو اندر تک جانتے تھے؟

"فی الحال چلو، بعد میں بتاؤں گی۔"

انابیہ ہلکا سا مسکرائی۔

"شرط لگا لو، تمہیں خود بھی نہیں پتہ ہو گا کہ کیا ہوا ہے؟"

مائعزم بے اختیار ہنس دی۔ سر جھکا کر لبوں پر مٹھی رکھی۔

"ایسا ہی ہے۔" اس نے جیسے اعتراف کیا تھا۔

"نو ایشوز۔ ایک نہ ایک دن پتہ چل جائے گا۔"

"تم دونوں آ رہی ہو یا ہم یہیں چھوڑ جائیں؟" کار کی ڈگی بند کرتے عارب نے بلند آواز میں پوچھا۔

"ابھی میرے قدم اس مٹی کو چھوئے نہیں کہ یہ شروع ہو گیا ہے۔ اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ دو ماہ بعد بیوی آئی ہے، کچھ اسپیشل ہی کر دے۔" وہ جلے کٹے انداز میں بڑبڑا رہی تھی۔

وہ چاروں اس بات سے قطعی انجان تھے کہ آنے والا وقت ان کی زندگیوں کو کس طرح ایک نیا موڑ دینے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

******

زمل نے احتیاط سے کافی کا مگ ٹرے میں رکھا اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"بھائی آپ ہر دفعہ یہ موضوع کیوں شروع کرتے ہیں؟" اعظم کے لہجے میں تکان تھی۔

زمل لمحے کے لئے چوکھٹ میں ہی رک گئی۔

"آپ اپنا بزنس اچھی طرح سنبھال رہے ہیں، میری آپ کو ضرورت نہیں ہے۔ پھر صیغم بھی آپ کے پاس ہے، اسے بھی ساتھ لگالیں۔ لیکن میں نہیں آسکتا۔"

زمل کی آنکھوں میں ناگواری ابھری۔ وہ جان گئی کہ وہ کس سے بات کررہے ہیں۔ بمشکل چہرے کے تاثرات نارمل کرتے ہوئے وہ آگے آئی اور جھک کر سینٹرل ٹیبل پر ٹرے رکھی۔ اسے دیکھ کر اعظم ہلکا سا مسکرائے۔

"چلیں، آپ اپنا خیال رکھئے گا۔ پھر بات ہوگی۔"

وہ وہیں ان کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ اعظم کال بند کرکے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ کافی کا مگ اٹھالیا۔

"تایا تھے؟" پیچھے کو ٹیک لگائے اس نے نارمل انداز میں پوچھا۔ اعظم نے چونک کر اسے دیکھا پھر سر کو اثبات میں خم دیا۔ زمل خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔

"آپ بتائیں۔ مہر اور حبہ کیا کر رہی ہیں؟"

"سو چکی ہیں۔" وہ گردن موڑے کھڑکیوں کے پار ابھرتی رات کو دیکھ رہی تھی۔

"کوئی بات کرنی تھی آپ نے؟" اعظم نے بغور اسے دیکھا۔

زمل گہری سانس لے کر سیدھی ہوئی اور ہمت مجتمع کی۔

"ٹیسٹ کے لئے آپ میرے ساتھ آئیں گے؟" انگلیاں چٹخاتے ہوئے اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ یہ کیسا سوال ہے؟" وہ حیران ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"ٹیسٹ الریاض میں ہے۔" اس نے جیسے یاددہانی کروائی۔

(الریاض سعودیہ کا دارلحکومت ہے۔ بریدہ سے اس کا فاصلہ ساڑھے چار گھنٹوں کا ہے۔)

"تو؟" انہیں اس کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"میں خود چلی جاؤں گی، ابو۔ آپ کا وقت ضائع ہو گا۔ جاب سے بھی چھٹی کرنی پڑے گی۔"

اعظم نے بے اختیار ابرو چکا کر اسے دیکھا۔ پھر گہری سانس لی۔

ایک ان کی بیٹی اور ایک وہ نمونہ، نجانے کہاں سے کیا سوچ کر لاتے تھے۔

"یہ بات آپ کے دماغ میں کیسے آئی، زمل؟" انہوں نے پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ آنکھوں میں بے بسی تھی۔

"میرا ٹیسٹ ہے ابو۔ آپ کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ پھر اگر میں کلیئر نہ کر سکی تو۔۔"

"اور آپ کو کیوں لگ رہا ہے کہ آپ کلیئر نہیں کر سکیں گی؟"

زمل بے اختیار رکی۔ الفاظ دم توڑ گئے۔ وہ کچھ نہیں بولی۔

"آپ پہلے ہی یہ سوچ رہی ہیں کہ کلئیر نہیں ہو گا تو پھر کلئیر کرنے کی ہمت کہاں سے لائیں گی؟ میں جانتا ہوں کہ آپ کر لیں گی زمل۔ کیونکہ آپ کر سکتی ہیں۔ یہ سب مت سوچیں۔ صرف اپنے ٹیسٹ پر فوکس کریں۔" وہ نرمی سے سمجھا رہے تھے۔

اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔

اس کا باپ کہہ رہا تھا کہ وہ کر سکتی ہے تو پھر نہ کرنے کی کیا وجہ رہ جاتی ہے؟

"کیا بات ڈسٹرب کر رہی ہے؟"

زمل نے چونک کر انہیں دیکھا پھر پھیکا سا مسکرائی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ابو۔ آپ پریشان نہ ہوں۔" اس نے مسکرا کر تسلی دی۔

اعظم نے تاسف سے اسے دیکھا پھر بنا کچھ کہے سر جھٹک دیا۔

www.novelsclubb.com

"ریلیکس ہو کر اپنے ٹیسٹ پر دھیان دیں بیٹا۔اس کے بعد آپ کے ایگزامز بھی ہیں۔فضول ٹینشنز پالنے کا وقت نہیں ہے آپ کے پاس۔اوکے؟"انہوں نے نرم لہجے میں تنبیہ کی۔

زمل نے سر ہلا دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ بھی اب آرام کریں۔"وہ کہتے ہوئے ان کے سامنے جھکی۔زیرِلب دعا دیتے ہوئے انہوں نے اس کی پیشانی چوم لی۔وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

اعظم نے اداسی سے اسے جاتے دیکھا۔

اس کا خوف کیا تھا،وہ جانتے تھے۔گہری سانس لے کر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔

زمل نے مڑ کر بند دروازے کو دیکھا۔

کیا ان جملوں کی قید سے اسے اب آزاد ہو جانا چاہیے؟

******

**اگلی قسط:**

”شائد آپ کو اس سے مسئلہ ہے کہ میں زندہ کیوں بچ گیا ہوں؟“

”یہ کون آپ کو اتنے استحقاق سے بابا کہہ رہا ہے؟“

”جب میں بدکردار، اغواکار اور قاتل ہو سکتا ہوں تو بے حس، نافرمان اور گھٹیا اولاد ہونا کیا مشکل ہے؟“

”مجھے اسے اتنا رسوا کرنا ہے کہ وہ خود یہ جگہ چھوڑ جائے۔“

www.novelsclubb.com

”زخم اور موت میرا خوف ہے۔“

**جاری ہے۔۔**

**باقی آئندہ ماہ، ان شاء اللہ**